29/35

هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ [illegible] روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

ترجمہ و تشریح

عَنْ اِبْنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَنَّ سَعْدَ بن عُبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تُوُفِّیَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَتٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَ اَنَا غَائِبٌ فَهَلْ یَنْفَعُهَا اَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ وَقَالَ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِیْ صَدَقَةٌ عَنْهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عدم موجودگی میں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا (وہ اس وقت مدینہ منوّرہ میں موجود نہ تھے) وہ واپس ہوئے تو حضور نبی مکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس طرح میری عدم موجودگی میں میری والدہ مخدومہ کا انتقال ہو گیا۔ اگر میں ان کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو انہیں فائدہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اپنی والدہ کے لئے صدقہ کر دیا۔

ایصال ثواب کا سیدھا سا مفہوم یہ ہے کہ دنیا سے جانے والوں کے لئے کچھ نہ کچھ اہتمام کیا جائے۔ اہل سنت کی حد تک اس میں اختلاف کا بظاہر کوئی مسئلہ نہیں۔ معتزلہ کسی زمانے میں تھے وہ اس کا انکار کرتے اور کہتے کہ انسان کو محض اپنی کمائی سے فائدہ ہوتا ہے اور کچھ نہیں — لیکن ان کی یہ سوچ ان کی عقلیت پسندی کا شاہکار تھی اس کی پشت پر دلائل نہ تھے۔ حضرات علماء اہلسنت بالخصوص حضرات احناف کثر اللہ تعالیٰ سوادھم ہر نوع کے ایصال ثواب کے قائل ہیں۔ بدنی ہو یا مالی، اس سلسلہ میں جہاں یہ حدیث ایک مستند دلیل ہے وہاں اور بھی متعدد روایات موجود ہیں — مثلاً:۔

"جب انسان دنیا سے جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور وہ اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔" (مسلم)

ایک روایت میں جو طبرانی میں ہے جنّت میں انسان کی بلندی کا ذکر ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی اولاد دعا کرتی ہے تو اس کا صلہ اس طرح سامنے آتا ہے علیٰ ہذا، کئی ایک روایات ہیں — اس لئے اس مسئلہ کا انکار اعتزال و نالائقی ہے۔ البتہ ہمارے یہاں جو مختلف رسومات اور بدعات رواج پذیر ہو چکی ہیں وہ بھی شریعت کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے — مثلاً جنازہ کے ساتھ چلاّ چلاّ کر کلمہ پڑھنا، جنازہ کے بعد دعا، میّت پر نوحہ، قبرستان سے واپس نکل کر ۴۰ یا ۷۰ قدم پر دعائیں، قبر پر اذان، میّت کے گھر کا کھانا کھانا، ۴۰،۲۰،۱۰ دن تک مولوی صاحب کے گھر کھانا ارسال کرنا، رسم قُل، جس میں لمبے چوڑے کھانے، پھل اور مشروبات کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں

(باقی پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۳۹
۲۶ رجمادی الثانی • ۳۰ مارچ
۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

مجلس ادارت
مولانا محمّد اجمل قادری
محمّد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
-/۸۰	-/۴۵	-/۲۵

فی پرچہ -/۲ روپے

طابع: منہاج الدین صلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پرس لاہور
ناشر: مولانا عبیداللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

انجمن حمایت اسلام

(حکومت توجّہ کرے)

تاریخ نام ہے سچے واقعات کی ترتیب کا — اور جب تاریخ سازی کا عمل شروع ہو جائے تو پھر اللہ ہی حافظ ہوتا ہے۔

ہماری وسیع و عریض سلطنت پر جب انگریز نے قبضہ جمایا تو اس نے "تاریخ سازی" کی مہم شروع کی — اس مہم کا مقصد یہاں کی مختلف اقوام کے درمیان نفرت کا بیج بونا تھا — اس کارِ خیر میں اسے یہاں کی بڑی قوموں مسلمان اور ہندو میں سے بھی بعض "بونے" مل گئے جنہوں نے اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی طبع کے لئے شاہ سے بڑھ کر شاہ پرست ہونے کا مظاہرہ کیا — اور اس قسم کی فتنہ سامانیوں کے سبب جب ملک تقسیم ہو گیا تو وہ نفرت اس طرح رنگ لائی کہ لاکھوں انسان کٹ گئے، ہزاروں عورتیں خانماں بربادی کا شکار ہو گئیں۔ مساجد، خانقاہیں، مندر، مکانات اور دکانیں، الغرض بہت کچھ اس کی نذر ہو گیا — ہماری بدنصیبی کے سبب جو لوگ برسرِ اقتدار آئے وہ شریک محفل ہونے کی سعادت سے محروم تھے بس بخت و اتفاق سے سہرا ان کے سر بندھ گیا — یہ واضح حقیقت ہے کہ ان کا "علمی و عرفانی رشتہ" لارڈ میکالے کے اصولوں سے تھا۔ اس لئے انہوں نے یہاں سابقہ ریت دہرائی اور اب تک وہی کچھ ہو رہا ہے — تاریخ لکھی نہیں گھڑی جا رہی ہے اور ایسے ایسے شوشے چھوڑے جا رہے ہیں کہ توبہ بھلی۔

لاہور کی ایک شخصیت میاں امیرالدین صاحب نے "یادِ ایّام" کے نام سے اپنی داستانِ حیات مرتّب کی — میاں صاحب کیا مرتّب کرتے — انہوں نے املا کرائی محترم پروفیسر مرزا محمد منور صاحب

جیسے پڑھے لکھے انسان نے اسے مرتّب کیا ——— کتاب اہتمام سے چھپی، لاہور کے بڑے ہوٹل ہلٹن میں بڑے دھوم دھڑلے سے تقریب رونمائی ہوئی ——— کتاب ہم نے بھی حاصل کی، پڑھی، بہت سے مقامات پر ہمارا ماتھا ٹھنکا لیکن ہم نے قلم اٹھانے سے گریز کیا اور انتظار میں رہے کہ کوئی محرم راز میدان میں آکر راز کی بات کہے۔ اللہ بھلا کرے ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کا جنہوں نے چند اقساط روزنامہ جنگ جیسے کثیرالاشاعت اخبار میں لکھ کر "یادِ ایّام" کی غلط بیانیوں اور مسخ شدہ حقیقتوں کی وضاحت کی ——— اس قصہ کے بعد میاں امیرالدین صاحب کی کتاب کو روزنامہ نوائے وقت نے اہتمام سے قسط وار چھاپا لیکن بٹالوی صاحب کے تعاقب کے بعد نوائے وقت کے قلمکار بھی چپ سادھے بیٹھے ہیں۔

یادِ ایّام سے اتنی بات تو سامنے آگئی کہ مسجد شہید گنج کا ملبہ غریب احرار پر ڈالنے کے لئے کس کس نے کیا کردار ادا کیا؟ خیر ——— عاشق بٹالوی صاحب کے اخباری تعاقب کے بعد اکبر ملک صاحب نامی ایک معمر ایڈووکیٹ نے میاں صاحب کا تعاقب کرتے ہوئے ایک کتاب لکھ ڈالی۔ جس کا نام ہے۔ "ذرا بند قبا دیکھ"۔

اس کتاب کی تقریب رونمائی بھی بڑے اہتمام سے ہوئی جس میں تحریک پاکستان کے نامور رہنما شریک ہوئے جن میں میاں دولتانہ بھی شامل ہیں ——— یہ کتاب حاصل کرنے کے لئے ہمیں بڑی زحمت گوارا کرنا پڑی۔ سٹاک مصنّف کے پاس تھا وہ ملتے نہ تھے۔ بڑی مشکل سے ملے تو انکشاف ہوا کہ نصف کے قریب کتاب احباب کی نذر ہو چکی ہے باقی میں کوئی کمیشن نہیں کیونکہ خرچ شدہ سرمایہ اس کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ خیر ہم تو کتابوں کے شائقین ہیں، لے آئے، پہلی ہی نظر میں اس کتاب نے ہمیں ہلا کر رکھ دیا۔ سب سے زیادہ جس مسئلہ نے ہمیں چونکایا وہ لاہور کی قدیم علمی انجمن حمایت اسلام کی حالت زار ہے۔ جس کا انکشاف اس کتاب سے ہوا۔ اکبر ملک نے "یادِ ایّام" کی مابقی غلط بیانیوں پر جو لکھا سو لکھا۔ لیکن انجمن حمایت اسلام کے سلسلہ میں جو لکھا وہ اس قابل ہے کہ حکومت سے متعلق ہر فرد اسے پڑھے اور اگر اس میں بیان کئے گئے حقائق درست ہیں تو اس انجمن کو میاں صاحب اور ان کے متعلقین سے بچائیے ——— اور اگر اکبر ملک صاحب کے بیان کردہ "حقائق" غلط ہیں تو پھر انہیں سزا ملنی ضروری ہے

اس انجمن نے لاہور میں بڑا کام کیا ہے۔ حضرت لاہوری، علامہ اقبال محسن شاہ جیسے لوگ اس کے کرتا دھرتا رہے۔ علمی و تعلیمی میدانوں میں اس انجمن کا ریکارڈ شاندار ہے ——— مسلمان قوم نے اس کے منصوبے پروان چڑھانے کی غرض سے مالی طور پر بے حد خدمت کی ——— اس انجمن کے نام بہت سی اراضی وقف ہے لیکن کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب، ان کے قریبی عزیز اور بعض مخصوص اہل حلقہ بری طرح اس انجمن کا خانہ خراب کر رہے ہیں۔ ہم تفصیلات میں جائے بغیر یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ انجمن کے بعض کارپردازوں نے صدر مملکت کے نام درخواستیں دیں، انکوائریاں ہوئیں، الزامات درست ثابت ہوئے لیکن افسوس ہے کہ انجمن کے معاملات کی اصلاح کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔

ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ تعلیمی ادارے تک کاروباری منڈیاں بن چکی ہیں۔ ملک بھر میں ایسے نام نہاد اداروں کی کمی نہیں جہاں محض سائن بورڈ ہیں، رسیدات ہیں یا ایک عدد مہتمم اور صدر کا نام ہے اور بس۔ لیکن وہ عوام سے، حکومت سے اور ہر جگہ سے امداد حاصل کرتے ہیں اور خوب، حتیٰ کہ دروغ برگردنِ راوی ——— محکمہ

(باقی پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

شریعت کے ضابطوں کی پابندی ہی اصل تصوّف ہے

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

مخترم حضرات و معزز خواتین !

یہ دور بڑا عجیب ہے تزکیہ و احسان جن کا مقصد انسان کی اندرونی کثافتوں اور روحانی بیماریوں کا علاج تھا، وہ تصوّف کے نام سے موسوم ہو گئے اور پھر ان معاملات میں ایسی افراط و تفریط ہوئی کہ الامان۔

بعض لوگوں نے اس حقیقت کا بالکلیہ انکار کر دیا۔ ان کا مذاق اڑانے لگے اور اس راہ کے مسافروں پر پھبتیاں کسنے لگے۔ جبکہ بعض لوگوں نے تصوّف و سلوک کی من پسند تعبیرات اپنا کر شریعت محمدّی کے جملہ ضابطوں کو توڑ ڈالا۔ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ دنیا سے لاتعلق ہو کر ایک طرف بیٹھ جاؤ یہی تصوّف کی معراج ہے حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ہمارے محبوب نبی علیہ السلام نے اس رہبانیت اور ترک دنیا سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ اسلام میں اس کا کوئی حصّہ نہیں اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔ بعض ایسے ہیں جو کسی باغ، سڑک وغیرہ کے کونے پر بیٹھ جاتے ہیں گدڑی نما کپڑے پہن لئے، نماز، روزہ کی چھٹی ہو گئی ——— توہم پرست لوگ آنے لگے اور سمجھ لیا گیا کہ یہی تصوّف کا کمال ہے ان میں بعض ایسے ستم ظریف بھی ہوتے ہیں جو آنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں بُرا بھلا کہتے ہیں اور وساوس کا شکار آنے والے اسی کو اپنے حق میں رحمت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ گالی تو فسق و فجور کا کام ہے ——— حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّ قِتَالُہٗ کُفْرٌ۔ کہ مسلمان کو گالی دینا فسق کا کام ہے تو اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

پھر بعض کے ڈیروں پر چرس، بھنگ جیسی نشہ آور چیزوں کا دھندا شروع ہو جاتا ہے ——— "شیخ" خود بھی لذت اندوز ہوتے ہیں تو آنے والے معتقدین بھی سیراب ہوتے ہیں اس قسم کے لوگ زیادہ قدآور شمار ہوتے ہیں اور ان کو زیادہ پہنچا ہوا سمجھا جاتا ہے، اور اس قماش کے افراد جب مرتے ہیں تو محلہ کے چار اوباش اِدھر اُدھر سے چندہ بٹور کر ان کی قبر پختہ بنا کر چھوڑ دیتے ہیں اوپر ایک گنبد کھڑا کر دیا جاتا ہے ایک لمبا چوڑا سنگ مرمر کا کتبہ لکھ کر قبر کے سرہانے نصب ہو جاتا ہے پھر وہاں جو منّت مانی جاتی ہے اور نذرانے چڑھتے ہیں۔ دھمال ہوتی ہے اور رقص و سرود کی محفلیں جمتی ہیں انہیں دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ یہ اڈے مستقل طور پر جرائم کی آماجگاہ بن جاتے ہیں بلکہ اب تو بدقسمتی یہ ہے کہ وہ سچے مخلص اور باخدا حضرت جنہوں نے واقعۃً تعلیم و تدریس اور سلوک و معرفت کی خدمت کی تھی ان کے مزارات کو بھی ایسے ہی مشاغل کا مرکز

بنا دیا گیا ہے نہ تو اہل طریقت ان خرافات پر نکیر کرتے ہیں نہ اہل علم کما حقہ فرض تبلیغ سرانجام دیتے ہیں اور نہ ہی منکرات و فواحش کو مٹانے کے ذمہ دار حکمران اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ فلبی دنیا سے متعلق اسلاف کی یہ عظیم علمی وراثت بازیچہ اطفال بن کر رہ گئی ہے۔ آپ حضرات پر اللہ کا کرم ہے کہ آپ اس قسم کے فتنوں سے محفوظ رہ کر صحیح اربابِ صدق سے وابستہ ہیں اور اس روحانی مجلس میں تشریف لا کر روحانی تشنگی دور کرتے ہیں۔ یاد رکھیں شریعت محمدی کے ضابطوں کی پابندی ہی اصل تزکیہ و احسان ہے۔ کرامات کا وجود مسلّم لیکن اہل اللہ کے نزدیک سنّت پر استقامت کا درجہ کرامات سے کہیں بڑھ کر ہے اور قرآن و سنّت سے صحیح تعلق ہی مدارِ نجات ہے ——— حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ :

"کسی شخص کو ہوا میں معلّق دیکھو تو دھوکا نہ کھاؤ۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ اوامر و نواہی اور شرعی حدود کا کتنا اہتمام کرتا ہے۔"

اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

"ہمارا تصوّف کتاب و سنّت کے اصولوں سے مقیّد ہے جس کا تعلق کتاب و سنّت سے نہیں اس کی پیروی مت کرو۔"

جب کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

"کل قیامت کے روز شریعت کی بابت سوال ہوگا، تصوف کی بابت نہیں۔ جنت کا داخلہ اور دوزخ سے بچنا احکام شریعت بجا لانے سے ہوگا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام نے جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں، شرائع کی طرف دعوت دی ہے اور اسی کو مدارِ نجات قرار دیا ہے۔ ان بزرگوں کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ تھی ——— پس سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کیا جائے۔ خاص طور پر ایسے دَور میں جب کہ اسلام کے نشانات مٹ رہے ہوں کروڑوں روپیہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا انبیاءؑ کی اقتدا ہے۔"

اس لئے آپ حضرات احکام اسلام کی بجا آوری کی فکر کریں۔ اور ذکر الٰہی کو اپنی غذا بنا لیں۔ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

ساتھ احادیث نبوی کے آسان ترین مجموعے مستقل زیرِ مطالعہ و درس رہیں تاکہ اس طرح صحبت نبوی کا روحانی کیف جہاں محسوس ہو سکے وہاں علم و معرفت کی سعادت کا سب سے بڑا ذریعہ بھی یہی ہے اس کے ساتھ ہی اربابِ علم و معرفت کے سوانحی تذکرے نہایت کار آمد اور اعمال پر ابھارنے کا ذریعہ بنتے ہیں، ان سے قلوب میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ راہ حق کے مسافر کس طرح کی جد و جہد کے بعد بلندیوں پر پہنچے۔

ان نکات پر غور فرما کر اس طرح اصلاح احوال کا اہتمام کر لیا جائے تو یقین قوی ہے کہ رب العزت معاشرہ کے بگاڑ کو درست فرما دیں گے اور ہم لوگ پُرسکون اور عافیت بخش زندگی حاصل کر سکیں گے۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضٰی واجعل آخرتنا خیرا من الاولٰی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح کیسے ممکن ہے

اہل صلاح و تقوٰی کے بعض تجربات کی روشنی میں ایک لائحہ عمل

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

بزرگانِ گرامی، برادرانِ عزیز!

ہمارا معاشرہ اس وقت جس زوال و ادبار کا شکار ہے اس سے ہر شخص واقف ہے۔ بڑا چھوٹا ہر شخص اس کا رونا روتا ہے اور ہر انفرادی و اجتماعی مجلس کے اسی چرچا و تذکرہ سے آباد ہوتی ہے ——— سوال یہ ہے کہ ان حالات کی اصلاح کیسے ہو؟

بعض اہل صلاح و تقوٰی بزرگوں کے تجربات کی روشنی میں اس موضوع پر چند گذارشات ایک لائحہ عمل کی شکل میں عرض کی جا رہی ہیں ——— شاید کہ رب العزت ان کی برکت سے کچھ سوچنے والے اور کچھ کر گذرنے والے اشخاص کھڑے کر دے اور اس طرح یہ معاشرہ جنت ارضی میں تبدیل ہو جائے۔

عقائد کی اصلاح

آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی ملّت و قوم کی زندگی کا اصل انحصار اس کے عقائد و افکار کی صحت و درستگی پر ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب کی ابتدا اسی عنوان سے کی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ اسی عنوان سے شروع کیا ——— عقیدہ کی اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ ہم پہلے یہ سوچیں کہ کن عقائد صحیحہ کی بنیاد پر ایک شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا، تمام انبیاء علیہم السلام اور جملہ کتبِ سماوی کو اللہ کا نمائندہ اور اس کی طرف سے نازل کردہ کتابیں ماننا، ملائکہ، تقدیر، قیامت اور جملہ غیبی حقائق کو تسلیم کرنا، یہ سب باتیں عقائد کے ضمن میں آتی ہیں ان کی صحیح معرفت حاصل کی جائے اور پھر دل کی گہرائیوں سے انہیں اس طرح تسلیم کیا جائے کہ ان سے ٹکرانے والا کوئی عمل و قول سرزد نہ ہونے پائے۔ ایک شخص اللہ ربّ العزت کو اپنا معبود حقیقی تسلیم کرنے کے باوصف مزارات پر لَو لگائے بیٹھا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ چیز عقیدہ توحید کے منافی ہے حضور علیہ السلام کو آخری نبی و رسول اور امام للناس اور مقتدائے اعظم ماننے کے باوجود دین میں نئے نئے اعمال نکالے جا رہے ہوں تو اس کو پیرویٔ رسولؐ اور متابعتِ نبویؐ نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کو بدعت پسندی، الحاد اور دھوکہ کی محبت سے تعبیر کیا جائے گا۔

اس لئے قرآن و سنت کا سہارا لے کر اور اپنے گرامی مرتبت اسلاف کے تحریری نوشتوں سے (مثلاً الفقہ الاکبر للامام ابی حنیفہ قدس سرہٗ اور عقیدۃ

الطحاوی یا وصیت نامہ حضرت شاہ ولی اللہؒ) صحیح عقائد کی معرفت حاصل کریں اور پھر انہیں اس طرح دل میں بسا لیں کہ کسی شخص کے کسی عمل سے ان کی مخالفت ظاہر نہ ہو۔

عبادات کا اہتمام

اصلاح عقائد کے بعد دوسری ضروری اور اہم منزل ان مشروع عبادات کا اہتمام ہے جو دین اسلام سے ثابت ہیں اور جن میں بالخصوص ارکان اربعہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ان عبادات کا طریق ادائیگی ہوبہو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم جیسا ہو کیونکہ قرآن نے انہیں صاحب اسوۂ حسنہ کہا ہے اور ان اعمال کے متعلق خود آپ کی تلقین بھی یہی ہے کہ انہیں اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے دیکھتے ہو — دیکھنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے — اللہ انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایک ایک بات محفوظ کر دی اور ان کے بعد متواتر اور نسلاً بعد نسلٍ اللہ کے نیک بندوں نے اس فرض کو ادا کیا — ان عبادات کا اہتمام عملی ثبوت ہے عقائد کی اصلاح کا — ایک شخص اللہ تعالےٰ سے اپنے تعلق کا اظہار کرتا ہے لیکن وہ نماز جیسے اہم فریضہ سے غافل ہے تو اس کا دعوائے تعلق سراسر جھوٹ ہے — وہ کیسا تعلق والا ہے جو ایک ماہ بھوک و پیاس کی تلخی برداشت نہیں کر سکتا اور اپنے مال میں سے ایک حصہ اس کی راہ میں خرچ نہیں کر سکتا جبکہ مال دیا ہوا بھی اسی کا ہے — الغرض یہ بہت ضروری اور اہم معاملہ ہے کہ انسان اپنے رب کے ساتھ اپنے تعلق کا عملی اظہار اس طرح کرے جس طرح کائنات کے محبوب قائد محمد عربی علیہ السلام نے بتلایا۔

حقوق العباد کی ادائیگی

اصلاح عقائد اور عبادات کے اہتمام کے بعد اگلا نہایت ہی اہم معاملہ حقوق العباد کی ادائیگی کا ہے۔ حضور علیہ السلام نے انسانی اعمال کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ اور اس کے دستاویز زندگی کے متعلق فرمایا ہے کہ ان میں سے ایک کا تعلق توحید و شرک سے ہے۔ موحد بالیقین بخشا جائے گا، مشرک بالیقین مردود ہو گا۔

دوسری دستاویز توحید کے علاوہ مابقی حقوق اللہ کی ہے اور اس مسئلہ میں اللہ تعالےٰ جو چاہیں کریں، کوتاہیوں کے برابر سزا دے کر معاف کر دیں یا ویسے ہی معاف کر دیں وہ خود مختار حقیقی ہیں — پہلے حق یعنی توحید کے متعلق بھی وہ بااختیار ہیں لیکن اصل یہ ہے کہ انہوں نے یہ طے کر دیا ہے کہ حق توحید میں کوئی نرمی نہ ہو گی دوسرے حقوق میں نرمی ممکن ہے —

اور تیسرا معاملہ حقوق العباد کا ہے جن میں صاحب حق کی معافی کے بغیر ایک قدم نہ اُٹھ سکے گا اور حضور علیہ السلام کے ارشادات سے ثابت ہے کہ بعض لوگ نماز وغیرہ کا کافی ذخیرہ رکھنے کے باوصف جہنم کا ایندھن بن جائیں گے، اس لئے کہ ان پر بہت سے لوگوں کے حقوق لازم ہوں گے اور اس کی نیکیاں ان اصحاب حقوق میں بانٹ دی جائیں گی۔ اس سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ دنیا میں بعض لوگوں کی شخصی نیکیوں کے حوالہ سے ان کی نیکی و تقویٰ کا ڈھنڈورہ صحیح نہیں — اصل معاملہ پوری اجتماعی زندگی کا ہے جس کے تین ستون ہم نے عرض کئے یعنی اصلاح عقائد، اہتمام عبادات اور ادائیگی حقوق العباد۔

ایک شخص حکمران ہے اس سے محض نماز روزہ کا سوال نہ ہوگا اس کا دفتر عمل طویل اور اسی تناسب سے حساب ہوگا — ایک

شخص جج ہے، قاضی ہے، ڈھیروں دولت کا مالک ہے تو اس کا حساب اسی مقدار و انداز سے ہونا ہے — اس لئے کسی کا حق کسی کے ذمہ ہو، قرض ہو، بیع و شراء کا معاملہ ہو، مشترکہ جائیداد جیسی کوئی چیز ہو، ترکہ و میراث کا قضیہ ہو یا کسی مسلمان کی دل آزاری کی، اس پر تہمت لگائی حق تلفی کی، غیبت و حسد کا جرم کیا یا بہتان و افترا کا گناہ، تو ان معاملات کو اس دنیا میں صاف کر لینا نہایت بہتر ہے — مالی معاملہ ہے تو ادا کر کے، زبانی ہے تو معافی لے کر۔ اصل صاحب حق دنیا سے جا چکا ہے تو اس کے ورثاء سے معاملہ طے ہو سکتا ہے اور اس کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کر کے بات بن سکتی ہے۔ ورنہ قیامت کا مسئلہ از حد سنگین ہو گا۔ (اللہ تعالےٰ حفاظت فرمائے)

تزکیہ نفس کا اہتمام

اس کے بعد اگلا مرحلہ جو شریعتِ اسلامیہ کی جان اور روح ہے، وہ ہے تزکیہ نفس اور دولت احسان کا حصول اور اس کے لئے جد و جہد، آج کی مروجہ اصطلاح تصوف درحقیقت یہی تزکیہ و احسان ہے۔ جس کی نہایت جامع تعریف اربابِ صدق سے یوں منقول ہے،

"تصوف بس تصحیح نیت کا نام ہے" (حضرت گنگوہیؒ، حضرت دینپوریؒ)

اس دولت لازوال سے انسان اخلاق رذیلہ سے پاک ہو کر صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور شیطانی مکائد و فریب کاریوں اور نفس کے پھندوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ صحبت نبوی بذاتہ اس کے لئے اکسیر اعظم تھی۔ بعد میں صحبت کے ساتھ کچھ تگ و دو بصورت ذکر و فکر حضرات ارباب باطن نے بطور علاج تجویز کئے اور حرام خوری وغیرہ اس کا وہ پرہیز ہے جس کے بغیر ذکر و فکر کا علاج کارگر نہیں ہوتا — قرآن عزیز نے واضح طور پر بتایا ہے کہ "انسان اپنے حال پر خود سب سے بڑا گواہ ہے"۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کہاں کہاں سے اور کیسے کیسے مر رہا ہے، احساس ندامت اور اعتراف گناہ کا جذبہ علاج کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کے ذریعہ آدمی حقیقی معنوں میں انسان بن جاتا ہے کیونکہ انسان گوشت پوست کے مجموعہ کا نام نہیں، انسان نام ہے ایسی شخصیت کا جس کا آئینہ قلب اتنا صیقل ہو چکا ہے کہ تجلیاتِ الٰہی کا پرتو اس پر پڑتا ہے اور وہ منور ہو جاتا ہے — ایسا دل جس میں محض یاد الٰہی ہے اور ماسوا کے سب افکار ختم ہو گئے ہیں۔

ضروری مسائل اور دعائیں

ان تمام معاملات کی درستگی کا انحصار ضروری مسائل کے سیکھنے پر ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا صحیح عقائد کی معرفت ہو، عبادات کی ادائیگی کا صحیح طریقہ معلوم ہو، حقوق العباد کے لئے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا علم ہو۔ شرک و بدعات کی باتیں معلوم ہوں تب ہی انسان صحیح معنوں میں صحیح عمل کر سکتا ہے۔ اس لئے نبی کریم علیہ السلام نے ایک خاص حد تک "طلب علم" کو ہر مسلمان کا لازمی فرض قرار دیا۔ اس کے ساتھ مختلف مواقع کی ماثور دعائیں جو نبی کریم علیہ السلام سے ثابت ہیں ان اعمال کی برکات و حسنات کا باعث بنتی ہیں — اس لئے ان کو یاد کرنے کی کوشش بڑی سعادت اور ان کا اہتمام سعادت بالائے سعادت ہے۔

اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ قرآن کریم کی ایک خاص مقدار (جتنی ممکن ہو) اس کا ورد و تلاوت معمول بنا لیا جائے کہ یہ سب سے بڑا ذکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی زندہ کتاب ہے جو زندگی کے لئے رہنما ہے اور قرآن کے

(باقی ۶ پر)

الطحاوی یا وصیت نامہ حضرت شاہ ولی اللہ رح) صحیح عقائد کی معرفت حاصل کریں اور پھر انہیں اس طرح دل میں بسا لیں کہ کسی شخص کے کسی عمل سے ان کی مخالفت ظاہر نہ ہو۔

عبادات کا اہتمام

اصلاح عقائد کے بعد دوسری ضروری اور اہم منزل ان مشروع عبادات کا اہتمام ہے جو دین اسلام سے ثابت ہیں اور جن میں بالخصوص ارکان اربعہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ان عبادات کا طریق ادائیگی ہوبہو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم جیسا ہو کیونکہ قرآن نے انہیں صاحب اسوۂ حسنہ کہا ہے اور ان اعمال کے متعلق خود آپ کی تلقین بھی یہی ہے کہ انہیں اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے دیکھتے ہو ——— دیکھنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے ——— اللہ انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایک ایک بات محفوظ کر دی اور ان کے بعد متواتر اور نسلاً بعد نسلٍ اللہ کے نیک بندوں نے اس فرض کو ادا کیا ——— ان عبادات کا اہتمام عملی ثبوت ہے عقائد کی اصلاح کا ——— ایک شخص اللہ تعالےٰ سے اپنے تعلق کا اظہار کرتا ہے لیکن وہ نماز جیسے اہم فریضہ سے غافل ہے تو اس کا دعوائے تعلق سراسر جھوٹ ہے ——— وہ کیسا تعلق والا ہے جو ایک ماہ بھوک و پیاس کی تلخی برداشت نہیں کر سکتا اور اپنے مال میں سے ایک حصّہ اس کی راہ میں خرچ نہیں کر سکتا جبکہ مال دیا ہوا بھی اسی کا ہے ——— الغرض یہ بہت ضروری اور اہم معاملہ ہے کہ انسان اپنے رب کے ساتھ اپنے تعلق کا عملی اظہار اس طرح کرے جس طرح کائنات کے محبوب قائد محمدؐ عربی علیہ السلام نے بتلایا۔

حقوق العباد کی ادائیگی

اصلاح عقائد اور عبادات کے اہتمام کے بعد اگلا نہایت ہی اہم معاملہ حقوق العباد کی ادائیگی کا ہے۔ حضور علیہ السلام نے انسانی اعمال کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ اور اس کے دستاویز زندگی کے متعلق فرمایا ہے کہ ان میں سے ایک کا تعلق توحید و شرک سے ہے۔ موحّد بالیقین بخشا جائے گا، مشرک بالیقین مردود ہو گا۔

دوسری دستاویز توحید کے علاوہ باقی حقوق اللہ کی ہے اور اس مسئلہ میں اللہ تعالےٰ جو چاہیں کریں، کوتاہیوں کے برابر سزا دے کر معاف کر دیں یا ویسے ہی معاف کر دیں وہ خود مختار حقیقی ہیں ——— پہلے حق یعنی توحید کے متعلق بھی وہ بااختیار ہیں لیکن اصل یہ ہے کہ انہوں نے یہ طے کر دیا ہے کہ حق توحید میں کوئی نرمی نہ ہو گی دوسرے حقوق میں نرمی ممکن ہے ———

اور تیسرا معاملہ حقوق العباد کا ہے جن میں صاحب حق کی معافی کے بغیر ایک قدم نہ اُٹھ سکے گا اور حضور علیہ السلام کے ارشادات سے ثابت ہے کہ بعض لوگ نماز وغیرہ کا کافی ذخیرہ رکھنے کے باوصف جہنم کا ایندھن بن جائیں گے، اس لئے کہ ان پر بہت سے لوگوں کے حقوق لازم ہوں گے اور اس کی نیکیاں ان اصحاب حقوق میں بانٹ دی جائیں گی۔ اس سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ دنیا میں بعض لوگوں کی شخصی نیکیوں کے حوالہ سے ان کی نیکی و تقویٰ کا ڈھنڈورہ صحیح نہیں ——— اصل معاملہ پوری اجتماعی زندگی کا ہے جس کے تین ستون ہم نے عرض کئے یعنی اصلاح عقائد، اہتمام عبادات اور ادائیگی حقوق العباد۔

ایک شخص حکمران ہے اس سے محض نماز روزہ کا سوال نہ ہوگا اس کا دفترِ عمل طویل اور اسی تناسب سے حساب ہوگا ——— ایک

شخص جج ہے، قاضی ہے، ڈھیروں دولت کا مالک ہے تو اس کا حساب اسی مقدار و انداز سے ہونا ہے ——— اس لئے کسی کا حق کسی کے ذمہ ہو، قرض ہو، بیع و شراء کا معاملہ ہو، مشترکہ جائیداد جیسی کوئی چیز ہو، ترکہ و میراث کا قضیہ ہو یا کسی مسلمان کی دل آزاری کی، اس پر تہمت لگائی حق تلفی کی، غیبت و حسد کا جرم کیا یا بہتان و افترا کا گناہ، تو ان معاملات کو اس دنیا میں صاف کر لینا نہایت بہتر ہے ——— مالی معاملہ ہے تو ادا کرے، زبانی ہے تو معافی لے کر۔ اصل صاحب حق دنیا سے جا چکا ہے تو اس کے ورثاء سے معاملہ طے ہو سکتا ہے اور اس کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کر کے بات بن سکتی ہے۔ ورنہ قیامت کا مسئلہ ازحد سنگین ہو گا۔ (اللہ تعالےٰ حفاظت فرمائے)

تزکیہ نفس کا اہتمام

اس کے بعد اگلا مرحلہ جو شریعتِ اسلامیہ کی جان اور روح ہے، وہ ہے تزکیہ نفس اور دولت احسان کا حصول اور اس کے لئے جد و جہد، آج کی مروجہ اصطلاح تصوف درحقیقت یہی تزکیہ و احسان ہے۔ جس کی نہایت جامع تعریف اربابِ صدق سے یوں منقول ہے، "تصوّف بس تصحیح نیّت کا نام ہے"۔ (حضرت گنگوہیؒ، حضرت دینپوریؒ)

اس دولت لازوال سے انسان اخلاق رذیلہ سے پاک ہو کر صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور شیطانی مکائد و فریب کاریوں اور نفس کے پھندوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ صحبت نبوی بذاتہٖ اس کے لئے اکسیر اعظم تھی۔ بعد میں صحبت کے ساتھ کچھ تگ و دو بصورت ذکر و فکر حضرات ارباب باطن نے بطور علاج تجویز کئے اور حرام خوری وغیرہ اس کا وہ پرہیز ہے جس کے بغیر ذکر و فکر کا علاج کارگر نہیں ہوتا ——— قرآن عزیز نے واضح طور پر بتایا ہے کہ "انسان اپنے حال پر خود سب سے بڑا گواہ ہے"۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کہاں کہاں سے اور کیسے کیسے مر رہا ہے، احساس ندامت اور اعتراف گناہ کا جذبہ علاج کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کے ذریعہ آدمی حقیقی معنوں میں انسان بن جاتا ہے کیونکہ انسان گوشت پوست کے مجموعہ کا نام نہیں، انسان نام ہے ایسی شخصیت کا جس کا آئینہ قلب اتنا صیقل ہو چکا ہے کہ تجلیاتِ الٰہی کا پرتو اس پر پڑتا ہے اور وہ منوّر ہو جاتا ہے ——— ایسا دل جس میں محض یاد الٰہی ہے اور ماسوا کے سب افکار ختم ہو گئے ہیں۔

ضروری مسائل اور دعائیں

ان تمام معاملات کی درستگی کا انحصار ضروری مسائل کے سیکھنے پر ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا صحیح عقائد کی معرفت ہو، عبادات کی ادائیگی کا صحیح طریقہ معلوم ہو، حقوق العباد کے لئے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا علم ہو۔ شرک و بدعات کی باتیں معلوم ہوں تب ہی انسان صحیح معنوں میں صحیح عمل کر سکتا ہے۔ اس لئے نبی کریم علیہ السلام نے ایک خاص حد تک "طلب علم" کو ہر مسلمان کا لازمی فرض قرار دیا۔ اس کے ساتھ مختلف مواقع کی ماثور دعائیں جو نبی کریم علیہ السلام سے ثابت ہیں ان اعمال کی برکات و حسنات کا باعث بنتی ہیں ——— اس لئے ان کو یاد کرنے کی کوشش بڑی سعادت اور ان کا اہتمام سعادت بالائے سعادت ہے۔

اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ قرآن کریم کی ایک خاص مقدار (جتنی ممکن ہو) اس کا ورد و تلاوت معمول بنا لیا جائے کہ یہ سب سے بڑا ذکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی زندہ کتاب ہے جو زندگی کے لئے رہنما ہے اور قرآن کے

(باقی ۶ پر)

تذکرۂ اسلاف

محمد سعید الرحمٰن علوی

امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ

دورِ صحابہ کے بعد فنِ تعبیر کی سب سے بڑی شخصیت

کثیر التصانیف بزرگ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ذہبی قدس سرہٗ کے حوالہ سے ہر فن کی مسلمہ شخصیات کی ایک فہرست مرتب کی ہے جس میں دور صحابہ کے بعد فنِ تعبیر کی سب سے بڑی شخصیت امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کو قرار دیا گیا ہے — یہ بات بالکل درست ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت آپ کی وہ کتاب ہے جو ۶۰۸ بڑے صفحات پر مشتمل ہے اور جو تعبیر الرؤیا کلاں[1] کے نام سے معروف ہے — آپ کی تعبیر الرؤیا کے نام سے دو کتابیں ہیں ایک مختصر ایک مفصل — ہمارے علم کے مطابق مفصل کتاب کا اردو ترجمہ پاکستان میں پورے اہتمام کے ساتھ اب پہلی مرتبہ چھپا ہے، جبکہ مختصر کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ایک ایڈیشن حال ہی میں ادارہ اسلامیات لاہور شائع کرنے والا ہے جس کا ترجمہ اُن کی خواہش پر ان سطور کے راقم نے کیا ہے (اللہ رب العزت قبول فرمائے اور ہدایات خلق کا ذریعہ بنائے۔

خواب نہ تو محض توہمات کا نام ہے جیسا کہ ایک گروہ کا نقطہ نظر ہے اور نہ ہی یہ بات درست ہے کہ انسان اپنی زندگی کا انحصار ہی خوابوں پر کرلے — بلکہ ایک اہل علم کے بقول:

خواب اور اس کی تعبیر کا شریعت میں وجود ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر حجت قطعیہ نہیں کہ اس کو دلیل بنایا جا سکے۔

(تعبیر الرؤیا کلاں صد ۳)

ہاں انبیاء علیہم السلام کے خواب دلیل بھی ہوتے ہیں اور انہیں وحی کا مقام حاصل ہوتا ہے — قرآن عزیز میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خواب بڑا معروف ہے (سورۂ صافات) محمد کریم علیہ السلام کے خود خواب کا ذکر سورۂ الفتح میں ہے اور سیدنا یوسف علیہ السلام کا اس فن میں مسلّم مرتبہ تو پوری سورۂ یوسف میں پھیلا ہوا ہے۔

تاہم حضرات انبیاء علیہم السلام اور صحابہ علیہم الرضوان کے بعد اس فن کی سب سے معتبر، مستند اور مسلّم شخصیت حضرت امام ابن سیرین کی ہے۔

آپ تابعین کے مقدس گروہ میں نہایت بلند پایہ بزرگ ہیں — تابعی وہ حضرات کہلاتے ہیں جنہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت و تربیت کا شرف حاصل ہوا۔ نبی کریم علیہ السلام کے مشہور خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ خادم تھے، جب کہ ان کی والدہ کی نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے۔ گویا آپ نہایت ہی مقدس گودوں میں پلے بڑھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کاتب و میر منشی کے طور پر ذمہ داریاں سرانجام دیں۔

بصرہ کے مضافاتی علاقہ کا یہ ہونہار انسان شہادت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سال قبل پیدا ہوا اور بصرہ کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔

آپ کے تقویٰ، انابت الی اللہ اور خشیت الٰہی کا بڑے بڑے اکابر نے اعتراف کیا ہے مثلاً حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے عظیم المرتبت انسان فرماتے ہیں:

کہ ان کے سامنے موت کا ذکر آتا تو آپ کے اعضاء و جوارح بالکل بے حس ہو جاتے۔

اور ابن عون رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

ابن سیرین، قاسم بن محمد اور رجاء تین بزرگ ہیں نے ایسے دیکھے کہ چوتھا ان کی مثال نہیں دیکھا۔

ان کے تذکروں میں لکھا ہے کہ یہ قید ہو گئے جس کا سبب یہ معلوم ہوا کہ چالیس ہزار کا غلہ بغرض تجارت انہوں نے خرید لیا بعد میں معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے اس کے مالی معاملات مشکوک ہیں تو سب غلہ صدقہ کر دیا، قیمت کی ادائیگی میں ظاہر ہے مشکل ہونا تھی اس لئے قرض خواہ نے مقدمہ کر دیا جس کے سبب قید کی تلخی برداشت کرنا پڑی — گویا یوسف صدیق علیہ السلام کی وراثت تعبیر کے وارث کو سنت یوسفی کی ادائیگی کی بھی توفیق نصیب ہو گئی۔

ابن سیرین قدس سرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کے خادم تو تھے ہی، اور بھی جلیل المرتبت صحابہ سے آپ کو بھرپور استفادہ کا موقع ملا۔ جن میں حضرت عائشہ، حضرت معاویہ، حضرت حسن، حضرت جندب، حضرت حذیفہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے حضرات شامل ہیں۔ جبکہ ابن عون مالک بن دینار، مہدی بن میمون، اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے حضرات ان کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

آپ کامل العلم، ثقہ، پہاڑ کی چٹان سے زیادہ مضبوط، فن تعبیر میں علامہ اور ورع و تقویٰ کی دنیا کے بادشاہ تھے اور اپنی عظمت کے اعتبار سے حضرت حسن بصری قدس سرہ سے زیادہ مستقل مزاج اور ثابت قدم!

فن حدیث میں ان کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ امام ابن سیرین فرماتے:

اوائل میں روایت کے ساتھ اسناد کا اہتمام نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ فتنے اٹھ کھڑے ہوئے، صالح حضرات کی طرح اہل بدعت نے روایات گھڑنی شروع کر دیں تو ہم نے حق و باطل میں امتیاز کی غرض سے یہ معیار مقرر کر دیا کہ صرف اہل لغت کی روایات لی جائیں اور اہل بدعت کی باتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔

لیکن یہ واقعہ ہے کہ انہیں سب سے زیادہ شہرت فن تعبیر میں حاصل ہوئی ان کے اقران و معاصرین نے اس فن میں ان کی مسلمہ حیثیت کا نہ صرف کھلے بندوں اعتراف کیا بلکہ اس قسم کے معاملات میں انہی کی طرف رجوع کیا۔ جس کا اندازہ آپ کی کتابوں سے ہو سکتا ہے — اس فن کو فن کی شکل دے کر اس کے اصول و ضوابط متعین کرنے کا سہرا آپ کے سر ہے اور اس معاملہ میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں — ان کی عظیم الشان کتاب تعبیر الرؤیا کلاں — جس کے سامنے آنے پر قلم برداشتہ یہ سطور لکھی گئیں — اس سے صحیح معنوں میں وہی لوگ محظوظ ہوں گے جو اس کا مطالعہ کریں گے — مختصر تعبیر الرؤیا ہی پڑھ کر ان کی عظمت کا نقش قائم ہو جاتا ہے اور احساس ہوتا ہے کہ اس کتاب میں کس قدر ایجاز و اختصار کے ساتھ انہوں نے جملہ ضروری معلومات فراہم کر دی ہیں لیکن جہاں تک تعبیر الرؤیا کلاں کا تعلق ہے — بلاشبہ وہ اس فن کا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے جس سے اہل علم و دانش کس طور مستغنی نہیں ہو سکتے — یہ حضرت الامام کی یقینی کرامت ہے کہ

[1] یہ کتاب حال ہی میں لاہور کے معروف ناشران کتب اسلامی مالکان ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور نے نہایت اہتمام سے چھاپی ہے جو ۶۴ روپیہ میں دستیاب ہے۔ (جزاہم اللہ تعالیٰ)

اس عظیم کتاب کا قومی زبان میں ترجمہ اس اہتمام سے سامنے آیا کہ ہم جیسے کاہل اس کو جب تک پڑھ نہ چکے، آرام سے نہ بیٹھے اور پھر اس تاثر کا اظہار ان سطور میں کرنے پر مجبور ہو گئے۔ — کہا جاتا ہے کہ حیاتِ مستعار کے آخری دنوں میں ان پر یہ کیفیت طاری تھی کہ ہر طرف سے انقطاع کر کے بس اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع رہتا، یادِ الٰہی کی لذت و شیرینی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ دائیں بائیں کی خبر نہ تھی۔ ۹ رشوال ۱۱۰ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے — یہ سال اہلِ اسلام کے لئے بڑے صدمہ کا تھا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بھی اس سال دنیا سے رخصت ہوئے (یکم رجب ۱۱۰ھ) ۷۷ سال اس جہانِ رنگ و بو میں گذارنے کے بعد آپ اس حال میں رخصت ہوئے کہ ہر شخص غم زدہ اور پریشان تھا اور لوگ کہتے تھے کہ علم و تقویٰ کا پہاڑ تھا جو نگاہوں سے اوجھل ہو گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بقیہ : اداریہ

زکوٰۃ کو سرکار کی ہدایت ہے کہ جو درخواست آئے دے دو — کسی انکوائری کی ضرورت نہیں۔ اس روش کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ تعلیمی ادارے کاروباری ادارے نہیں بلکہ یہ خدمت کے ادارے ہیں، ان میں خدمت کا رنگ ہونا چاہئے اور ان میں ہونے والی ہر نوع کی دھاندلیاں ختم ہونی چاہئیں — انجمن حمایت اسلام کا مسئلہ بطور خاص ضروری ہے کہ اس کے متعلق ایک دستاویز چھپ کر آ چکی ہے۔ اگر توجہ نہ دی گئی تو عوام کا اعتماد مجروح ہوگا اور یہ ادارے اپنی اہمیت کھو بیٹھیں گے — امید کہ حکومت سنجیدگی سے غور کرے گی۔

علوی ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء

بقیہ : بنام ایڈیٹر

کی بات درست ہے کہ یہ آلہ مسجدوں سے بالکلیہ نکال دیا جائے مستقل نہیں تو کم از کم چھ ماہ کا حکومت تجربہ کرے پھر اگلا فیصلہ کرے۔

● انہوں نے ہر طبقہ کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا ہے اور اب معاً ان کا فرقہ وارانہ ذہن ابھرا ہے اور انہوں نے اسلام آباد میں سنی ٹائپ کی مساجد کے سلسلہ میں اہلسنت کی شکایات کا ذکر کیا ہے — سوال یہ ہے کہ اہلسنت کون ہیں؟ جنہوں نے مزارات پر لاکھوں کے گنبد اور عمارات بنائیں سونے کے دروازے لگائے، مجرے اور قوالیوں کی طرح ڈالی، وہ اہلسنت ہیں یا وہ اہلسنت ہیں جن کا ہر عمل و قول اسوۂ رسول کی مہک لئے ہوئے ہیں؟

پیر صاحب اوقاف کی نوے فیصد آمدنی پر اہلسنت (اپنے طبقہ) کا حق جتلاتے ہیں، اہلسنت نہ کہیں کچھ اور کہیں اور بالعموم وہ آمدن جتنی پاکیزہ ہے اس کو وہ سنبھال لیں، ہمیں کیا؟ اے کاش حکومت ان مزارات کی خبر لے جو توحید خداوندی اور اعمال نبوت کا منہ چڑانے کے مستقل اڈے ہیں اور خود اصحاب قبور کی کتابیں اور ملفوظات ان اعمال کی نفی کرتے ہیں — افسوس پیر صاحب فرقہ واریت کی رو میں بہہ گئے — آخری میں انہوں نے جناب نیازی صاحب کے مصالحتی فارمولے کا ذکر کیا ہے۔ ہم تو اس پر عمل در آمد کے منتظر تھے لیکن غیر ملکی دورہ کے بعد بات خاموشی کی نذر ہو گئی نہ جانے — کیوں؟ میری اتنی درخواست ہے اور یہ آپ کی تائید میں کہ:

حکومت لاؤڈ سپیکر ختم کرے، فرقہ واریت کی بنیاد پر تقریروں کے بجائے اہلیت کی بنیاد پر تقرریاں کرے اور وہ مخلص لوگ جو فی الحقیقت فرقہ واریت کو لعنت سمجھتے ہیں ان کی تجاویز پر عمل کرے، ان سے مشورے لے اور ان کے مشوروں پر عمل کا اہتمام کرے — ایسے حضرات جو اس مصیبت کا احساس رکھنے کے باوجود اس کا شکار ہیں اور اس کے مبلغ و منّاد ہیں ان سے حکومت چھٹکارا حاصل کرے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

مسلمانوں کے تنزل کے اسباب

محمد اقبال طالب ایم اے علوم اسلامیہ

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اسے ہوش و خرد سے نوازا پھر اللہ نے اس ارادی وجود کو اپنے احکام کے ذریعہ آزمانے کا ارادہ کیا۔ اس نے اسے زمین پر بھیجا اور پوری صلاحیتیں اور قوتیں عقل و شعور کے ذریعہ بخشیں۔ پھر ساتھ ہی نجات اور کامیابی کی اصل راہ کی نشاندہی کر دی۔ فرمایا فاما یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون یعنی الہامی ہدایت بذریعہ انبیاء ہی صحیح راستہ ہے اور اس کی پیروی میں کامیابی مضمر ہے تو جسے ہدایت اور کامیابی منظور ہو وہ خدائی احکام پر چلے اس کے بدلے خدا اسے مطمئن کر دے گا۔ اسے کوئی خوف و ملال نہ رہے گا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

قرآن کہتا ہے کہ جب بھی کسی قوم نے نافرمانی کی وہ تباہ و برباد ہو کر رہی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک قرآنی تاریخ پڑھ جائیے اور سوچئے کہ ابلیس کی گردن میں دائمی لعنت کا طوق کس نے ڈالا؟ طوفانِ نوحؑ زمین پر کس وجہ سے آیا؟ وہ کون سی بات تھی جس نے قوم نمرود پر عذاب مسلط کیا اور اس کا نام و نشان مٹا دیا؟ اور قوم لوطؑ کی بستیوں کو الٹا دیا گیا اور ان پر کنکریوں کی بارش ہوئی؟ اور قوم شعیبؑ پر آگ کے انگارے کس بنیاد پر برسائے گئے؟ فرعون اور اس کی قوم کو کس پاداش میں غرق دریا کیا گیا۔ قارون کے خزانے اور خود اس کو مع اہل و عیال زمین میں کس جرم نے دھنسایا؟ ان تمام سوالات کے جواب میں کہنا پڑے گا کہ یہ تمام مصیبتیں اور آفتیں محض اس وجہ سے پیش آئیں کہ لغزش ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی۔

یہ اصول جب مسلّمہ ہے کہ معصیت اور نافرمانی موجب مصائب و عذاب ہیں تو پھر کسی کو معافی کیسے مل سکتی ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسری امتوں کی طرح فنا نہ ہوگی مگر ہجوم مصائب سے ان کو نجات کیونکر مل سکتی ہے۔ احکام اسلام سے جب روگردانی کی جائے گی تو اس کی جو سزا مقدر ہے وہ بھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جو پہلا خطبہ دیا اس کا آخری جملہ یوں تھا۔ اے لوگو! جس قوم نے بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا چھوڑ دیا اللہ نے اسے ذلیل کر دیا اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس میں مصیبت کو بھی پھیلا دیتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب الوصال حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور فرمایا اے بیٹی! اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرنا ہوگا ورنہ میں تجھے نہ چھڑا سکوں گا۔ یہ حال تو نبی کا اپنی لختِ جگر کے ساتھ ہے اور کون مائی کا لال ہے جو بے عملی میں خدا سے رحمت کی امیدیں لگائے؟

قبرص میں جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کفار منتشر ہو کر بھاگنے لگے تو حضرت ابو درداؓ رونے لگے کسی نے دریافت کیا تو ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا دیکھو یہ قوم کتنی زبردست تھی مگر انہوں نے جب اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال دیا تو پھر کیسی رسوا ہوئی؟

آج مسلمانوں نے بزعم خود یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ چونکہ مسلمان ہیں اور خواہ کسی حال میں ہوں ان کی دینی حالت خواہ کیسی ہو بہر حال غیر مسلموں کے مقابلہ میں وہ اللہ کی مدد کے مستحق ہیں۔ حالانکہ قرآن سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ ایمان کے دعوے دار جب بداعمالیوں سے عہد ایمانی توڑتے ہیں تو کشمکش حیات میں وہ اللہ کی مدد سے ضرور محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃً ضنکا۔۔

کتاب و سنت سے انحراف

حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پس قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھو تو تم سیدھی بات سے کبھی نہ بھٹک سکو گے اور نہ ہلاکت سے دوچار ہو گے قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین یعنی صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کامیابی ہے۔ آج مسلمانوں کے دلوں سے اطاعت کا نقشہ ماند پڑ گیا ہے انہوں نے احکام خداوندی سے منہ موڑ لیا تو ذلت نے آن دبوچا۔

ایمان باللہ میں ضعف

آج مسلمانوں کے زوال کا سبب خدا ناشناسی بھی ہے۔ اسلام میں اصل قوت کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ بقیہ احکام اسی بنیاد پر ہیں۔ یہ پوری زندگی کا نقطہ ماسکہ ہے۔ جب خدا کا تصور صحابہ میں تھا تو ہر وقت وہ کسی رضا جوئی کی فکر کرتے تھے جس کے نتیجہ میں اللہ ان پر بھرپور برکتیں نازل کرتا تھا۔

یہ ایمان باللہ کا اثر تھا کہ ایک صحابیؓ سے زنا ہو گیا۔ اب کوئی عدالت نہیں کوئی گواہ نہیں۔ اب ایمان باللہ کا خوف اور زجر اسقدر ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے کہ حضرت ماعزؓ سیدھے بارگاہ رسالتؐ میں آتے ہیں اور عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے گناہ ہو گیا۔ حضورؐ نے چار مرتبہ اس طرح اقراری طور پر کہنے کے بعد ان پر حد جاری کی گئی۔ مگر جب مسلمانوں نے یہ سب کچھ بھلا دیا یا یہ سمجھ لیا کہ اللہ مہربان ہے بخش دے گا تو یہ شیطانی دھوکہ ہے۔ اس کی سزا دنیا میں مسلمانوں کو یہ ملی ہے کہ جس بنیاد، ایمان باللہ سے اس کی زندگی قائم تھی وہ بے کار ہوتی گئی اور پورا مسلم معاشرہ بے عمل ہو کر رہ گیا۔ جب مسلمانوں نے دریائے دجلہ میں گھوڑے دوڑا دئے تو ان کے توکل کو ایرانی نہ سمجھ سکے اور دیو آمد دیو آمد کہتے بھاگ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر سپہ سالار نے پڑھا حسبنا اللہ ونعم الوکیل خدا کی قسم اللہ اپنے دوستوں کا بہترین دوست اور حامی و ناصر ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اخلاقی برائیاں

ایمان باللہ ہی اصل قوت اور اصل مرکز تھا جب اس میں ضعف آیا تو معاملاتِ زندگی کے ہر معاملہ اور ہر پہلو میں فتور پیدا ہوتا گیا اُن میں سے اخلاقی تنزل بھی خاص حصہ رکھتا ہے۔ یہ گویا اعتقاد کے بعد ظاہر کی دنیا کا پہلا تاثر ہوتا ہے جب اعتقاد کمزور ہوا تو اعمال میں فوری ردّعمل اخلاقی بدحالی کی صورت میں نکلا۔ تمام گناہ کے کام اخلاقی گراوٹ کی ذیل میں آتے ہیں۔

معاشرہ میں اجتماعی طور پر جب اخلاقی تنزل آتا ہے تو تب عذاب الٰہی کا خطرہ ہوتا ہے۔ حضورؐ کے دور میں زلزلہ آیا تو آپ نے ایک طرف زمین پر پاؤں مارا اور دوسری طرف صحابہؓ کو متوجہ کیا کہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعے بُرائیوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ عہدِ فاروقیؓ میں زلزلہ آیا تو فرمایا کہ یہ محض ان نئی چیزوں کی وجہ سے ہے جن کو تم نے پیدا کر لیا ہے اگر ایسی بات ہوتی رہی تو سکون محال ہے۔ حضرت عائشہؓ سے زلزلہ کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ لوگ جب زنا کو مباح سمجھتے ہیں شراب پینا عام کرتے ہیں، اور ناچ گانے بجاتے ہیں تو اس وقت اللہ کی غیرت حرکت میں آتی ہے تو اللہ فرماتے ہیں تزلزلی بھم اگر اس سے عبرت حاصل کی اور باز آگئے تو خیر ورنہ ان پر عذاب مسلط فرما دیتا ہے۔ اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے: ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً ولکن الناس انفسھم یظلمون۔

حبّ دنیا اور موت کا خوف

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اسے اس دنیا میں احکامِ خداوندی کی اطاعت کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ تکوینی اطاعت میں خدا کی وحدانیت ہے تو ایک حد تک تشریعی اور ذمہ دار مخلوق کے لئے اسی اپنے رب کے احکام کے سوا چارہ نہیں ہے۔ اب مطلوب و مقصود نہ تو یہاں کی زندگی ہے نہ یہاں پر انعامات ہیں۔ اگر کسی چیز کی فکر ہونی چاہیئے تو وہ اپنے رب کی رضا کی ہونی چاہیئے اگر خدائی فکر پیدا ہو جائے تو یہاں کی زندگی امتحان بن جاتی ہے اور موت سب سے زیادہ آسان مرحلہ بن جاتا ہے۔

وعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ واللہ عندہٗ اجرٌ عظیم۔

"جاننا چاہیئے کہ یہ مال و متاع سب آزمائش ہیں اصل مقصود تو اللہ کی رضا ہے (جس پر اجر ہے)"

جب تک مسلمانوں نے اس زندگی کو واقعی امتحان سمجھا تو ان میں دنیا کی محبت نہ تھی انہیں آخرت عزیز تھی اور موت سے زیادہ عزیز چیز تو انہیں کوئی اور نظر نہ آتی تھی۔ مگر یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب معلوم ہو کہ ہم نے اچھے اعمال کئے ہیں اور مرنے کے بعد اللہ راضی ہو گا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا "مجھے تمہارے فقر سے اندیشہ نہیں بلکہ ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ ہو جائے جس طرح تم سے پہلوں پر کشادہ ہوئی اور غفلت کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے"۔ ایک اور حدیث میں فرمایا "ہر قوم کے لئے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ اور میرے بعد جو تمہیں دنیا کی زیب و زینت ملے گی اسی سے مجھے اندیشہ ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ جب رومیوں اور ایرانیوں کی شکست پر مالِ غنیمت کے ڈھیر فاروقِ اعظمؓ کے سامنے لگائے گئے تو آپؓ دیکھ کر رونے لگے کہ کہیں یہی فتنہ نہ بن جائے۔ قرآن فرماتا ہے: المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا... کہ یہ آزمائش کے سامان ہیں مقصود نہیں ہے۔ جب بندہ دنیا کی محبت کرتا ہے تو لا محالہ وہ مصیبت کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تواضع اور اباحتِ خیر اور متاع دنیا کے درمیان خفیف فرق ہوتا ہے جسے سمجھنا ضروری ہے جس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قرآن کی تلاوت کرے اور موت کو یاد کرتا رہا کرے اس سے محبتِ دنیا بھی جاتی رہتی اور موت کے بارے اصل اسلامی نظریہ آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی بدعملی کا طوفان کھڑا کیا ہوا ہے آخرت نظروں سے اوجھل ہے یہی دنیا میں ٹارگٹ ہے۔ پھر ناکامیاں کیونکر ٹل سکتی ہیں۔ یہ دنیا تو جائے قرار نہیں یہ منزل نہیں بلکہ منزل تک پہنچنے کا راستہ ضرور ہے اب اگر کوئی منزل کی بجائے راستہ میں ڈیرے لگا دے تو وہ کامیاب کیسے ہو سکتا ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

عیش و عشرت

حدیث میں آتا ہے خبردار عیش کوشی سے اجتناب کرو۔ کیونکہ اللہ کے بندے عیش کوشی نہیں کرتے۔ عیش و عشرت اپنے مفہوم میں بے ہودہ اور لغو معنوں میں اس وقت آتی ہے جب اس کا مقابلہ خدا خوفی اور تواضع سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا خوفی ہی مقصود ہے اور جو ایسے لوگ وہ لغو اور عیش کوشی سے نفرت کرتے ہیں کہ مبادا وہ خدا خوفی کو چھوڑ بیٹھیں والذین ھم عن اللغو معرضون مومنین بے ہودہ اور لایعنی کاموں سے بھاگتے ہیں۔ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا۔ "جب ہم کسی بستی کی تباہی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب الٰہی کا فیصلہ اس بستی پر آجاتا ہے اور وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

حدیث میں ارشاد ہے۔ جب کسی قوم میں سود اور زنا پھیل جاتا ہے تو اس وقت احکم الحاکمین اس کی ہلاکت کی اجازت دیتے ہیں۔ گویا یہ عیش و عشرت تباہی کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے کیونکہ انسان جب احکامِ خداوندی سے ہٹ کر عیش کی طرف بڑھتا ہے تو پھر یہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ تباہ کر دیا جاتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے تن آسانی اور عیش کوشی کو نزدیک نہ آنے دیا وہ باکمال تھے۔ سارا کمال انہیں تقویٰ کی بدولت میسر تھا اور تقویٰ دراصل عیاشی سے متضاد ہے۔

حضرت سعدؓ نے ربعی بن عامرؓ کو رومیوں کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تو ظاہراً وہ غریب الحال تھے پرانے کپڑے ناقص ہتھیار، کمزور گھوڑا مگر تقویٰ نے جو قوت ان میں دی وہ یہ تھی کہ زیب و زینت سے بھرپور دربار میں بے نیازی سے جا کر گھوڑے کو گاؤ تکیہ سے باندھ کر نیزے کی انی چبھوتے قالینوں سے گذرتے ہیں گویا وہ والذین ھم عن اللغو معرضون کی عملی صورت تھے۔ ترک حکمران زنبیل نے یزید بن عبدالملک کے قاصدوں کو لوٹا دیا کہ وہ اور تھے جو خراج لے جاتے تھے تم میں وہ اوصاف نہیں ہیں تمہارا مقابلہ کروں گا اور واقعی اس نے عیش پرست مسلمانوں کو شکست دی۔ آج مسلمانوں کی پستی کی وجہ یہی عیش پسندی ہے۔ وہ اگر اللہ کی نعمتوں کو کھاتے مگر ساتھ ساتھ شکر ادا کرتے اور نافرمانی نہ کرتے تو آج دنیا کے کونے کونے سے ان کے ذلیل و خوار ہونے کی یہ حالت نہ ہوتی۔

سبق ملا ہے معراج مصطفوی سے مجھے
عالم بشریت کی زد میں ہے ساری خدائی
وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلام خس و خاشاک
مہر و مہ انجم ہیں محکوم تیرے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک

(بقیہ: مولانا اسلم قریشی)

اس کار کو ایک اے سی صاحب کے پاس انہیں دنوں کاغذات میں دکھا کر اس کا تحفظ کیا گیا یہ کار امان اللہ کی تھی۔

۳۵۔ رانا صفدر قادیانی نے دورانِ تفتیش تسلیم کیا کہ مجھے مرزا طاہر اور بریگیڈیر وکیع الزمان قادیانی نے سیالکوٹ بھیجا۔ اور وہ صہیب اسلم پسر اسلم قریشی کو اغوا کرنا چاہتا تھا کہ اچانک گرفتار ہوا مگر اس کا ایس پی طلعت نے چالان اسلم قریشی کے بیٹے کو اغوا کرنے کی بجائے غیر ملکی کرنسی رکھنے کے جرم میں کیا۔

۳۶۔ پہلے تفتیشی افسر راجہ سرفراز نے بریگیڈیر وکیع الزمان کو شامل تفتیش کرنے کے لئے اجازت مانگی تو فوراً اس کا تبادلہ کر دیا گیا۔

۳۷۔ جناب غلام رسول قریشی دوسری تفتیشی ٹیم کے سربراہ تشریف لے گئے تو ان کو دِل کا دورہ پڑ گیا۔

۳۸۔ اب اس" ذات شریف طلعت محمود" کے ہوتے ہوئے گوجرانوالہ کے ایس پی گئے ہیں یہ کیس کو سدھارنے ہیں یا آخرت کو۔

۳۹۔ اگر حکومت مخلص ہے تو ان امور کو سامنے رکھ کر طلعت محمود کو نہ صرف برطرف کرے بلکہ شامل تفتیش بھی کیا جائے۔ آج ہی کیس برآمد ہو سکتا ہے اور مجرم سامنے آ سکتے ہیں۔

۴۰۔ مجلس عمل طلعت محمود کے ہوتے ہوئے بھی حکومتی کاروائی سے اس کیس میں مطمئن ہو جائے تو یہ خام خیالی ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر

مسجد خضراء سمن آباد لاہور میں

یکم اپریل ۸۴ء بروز اتوار بعد نماز مغرب

جامع مسجد شیرانوالہ

میں

آیت کریمہ

۵ اپریل ۱۹۸۴ء

بعد نماز مغرب

دعوت عام ہے

جانثار ختم نبوت مولانا اسلم قریشی کیس کی تازہ ترین صورت حال

مولانا اللہ وسایا، رکن مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ——— فیصل آباد

مولانا اسلم قریشی کیس نامی ایک کتابچہ مرکزی مجلس عمل نے شائع کیا ہے جو "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی انکوائری کمیٹی نے مرتب کیا ہے۔ اس کو پڑھ کر دل سوگوار تھا کہ اتنا واضح کیس اور پھر پنجاب پولیس اس معمہ کو حل نہ کر سکی کہ اتنے میں جناب لئیق احمد خان آئی جی پولیس پنجاب کے بیان پر نظر پڑی کہ پولیس سر توڑ کوشش کر رہی ہے، عوام تعاون کریں، پچاس ہزار روپے کا انعام تو پہلے ہی سے مقرر ہے۔ میں نے کسی انعام کے لالچ میں نہیں بلکہ تعاون کے جذبے اور فرض منصبی سمجھ کر اس کتاب کو دوبارہ پڑھا چالیس تنقیحات اسلامیان پاکستان، صدر پاکستان، پنجاب پولیس کے سربراہ تفتیشی ٹیم کے انچارج، اپنی نجات اور اسلم قریشی کی برآمدگی کے لئے مرتب کی ہیں۔ جس اخلاص سے یہ مرتب کی ہیں اسی اخلاص سے اسے دیکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ چند گھنٹوں میں مولانا اسلم قریشی کے اغوا کا معمہ حل نہ ہو۔ الیس منکم رجل رشید۔

ہر تنقیح کے سامنے مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ کا نمبر دے دیا گیا ہے۔

۱۔ ۱۷ر فروری ۸۳ء کو اسلم قریشی اغوا ہوئے۔ ۲۳ر فروری کو بصد مشکل ایف آئی آر درج ہوئی ص۲۸

۲۔ مولانا اسلم قریشی کے اغوا کی درخواست مجلس عمل نے ایس پی سیالکوٹ طلعت محمود کو دی انہوں نے بغیر پڑھے میز پر رکھ دی اور کہا کہ میں اس کو دیکھوں گا۔ ص۲۸

۳۔ تحریک طلباء ختم نبوت کا وفد ایس پی موصوف سے ملا انہوں نے کہا کہ کل اسلم قریشی آپ کو مل جائیگا۔ ص۲۸

۴۔ دوسرے روز مجلس عمل کا وفد ایس پی سے ملا کل کی درخواست کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ابھی کچھ نہیں کیا گیا۔ ص۲۸

۵۔ ایس پی صاحب نے کہا کہ میں آج پسرور جا رہا ہوں متعلقہ تھانہ کو آج میں آپ کی درخواست فارورڈ کر دوں گا جو آج تک نہیں بھیجی۔ اس کے بعد ایس پی صاحب نے ہم سے کہا کہ آپ ان لوگوں کی نشاندہی کریں، جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ اسلم قریشی نے ایم ایم احمد قادیانی پر حملہ کیا تھا ان کی قادیانیوں اور قادیانیوں کی ان سے دشمنی تھی اس لئے یہ کام قادیانیوں نے کیا ہے۔ جس پر ایس پی صاحب نے کہا کہ میں ملک کے تمام قادیانیوں کو کیسے پکڑ لوں۔ وفد نے کہا کہ آپ سب قادیانیوں کو کیوں پکڑتے ہیں ان کے سرکردہ لوگوں پر ہاتھ ڈالیں ہمارا آدمی مل جائے گا چنانچہ وفد نے ملک امان اللہ کونسلر، ڈاکٹر مشتاق (قادیانی) خواجہ اقبال ایڈووکیٹ (قادیانی) ان کے بھتیجوں، نذیر، شہبال آف بھڈال (قادیانی) مرزا طاہر (ربوہ قادیانی) کے نام دیئے اور کہا کہ آپ ان کو پکڑ لیں اور شاملِ تفتیش کریں قریشی صاحب کا سراغ مل جائے گا۔ ص۳۰، ۳۱ (ان لوگوں کو پکڑنے کی بجائے پولیس نے ان کی صفائی کے وکیل کا کردار ادا کیا تفصیلات آگے آ رہی ہیں)

۶۔ ایس پی نے ان ملزمان کے نامزد کرنے پر فوراً یہ ردعمل کیا کہ "جب قادیانی مسئلہ آئین میں یہ طے کر دیا گیا ہے تو پھر اسلم قریشی کو اس مسئلے پر تبلیغ کرنے کی کیا ضرورت تھی ص۳۱

۷۔ مجلسِ عمل نے ایف آئی آر میں یہ درج کرانے کی کوشش کی کہ اس کے اغوا کے ذمہ دار قادیانی ہیں لہٰذا آپ "معراج کے" سیالکوٹ کی تنظیم اور

بھڈال کے سرکردہ قادیانیوں اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کا نام لکھیں مگر پولیس والے ہماری (وفد) کی بات تک سننے کے روادار نہ تھے اور انہوں نے کوئی نام لکھنا گوارا نہ کیا ص۳۲ (بہت خوب)

۸۔ ۳ مارچ کو مجلس عمل کا وفد ڈی آئی جی گوجرانوالہ (حال فیصل آباد) میجر مشتاق احمد، ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ حفیظ اختر رندھاوا سے ملا۔ ڈی آئی جی نے چار مرتبہ یقین دہانی کرائی کہ مولانا اسلم قریشی چار دنوں کے اندر زندہ آپ کے سپرد کر دئے جائیں گے ص۴۷

۹۔ دوسری ملاقات میں ڈی آئی جی مشتاق سے کہا کہ ملک امان اللہ کو شاملِ تفتیش کیا جائے ہمیں اس پر شک ہے وہ اس قسم کے واقعات میں پہلے بھی ملوث ہے (خون اس کے منہ لگ چکا ہے) اور اس نے ایک سانسی پال رکھا ہے۔ تو ڈی آئی جی نے کہا کہ ملک امان اللہ ڈسٹرکٹ کونسل کارکن ہے ہم ایک معزز آدمی پر ہاتھ کیسے ڈال سکتے ہیں۔ ص۴۷

۱۰۔ تھانہ اے ڈویژن کو مذکرہ بالا "سانسی" کا نام دیا اور کہا کہ وہ متعلقہ تفتیشی عملے تک محمد شریف کا نام پہنچا دے تو وہاں محمد شریف کی بجائے "محمد بشیر" پہنچایا گیا۔ ص۴۷

۱۱۔ ڈی آئی جی کی پریس کانفرنس معراج کے، کے قادیانی مبلغ جس کا نام ہم نے ڈاکٹر مشتاق دیا تھا، کو ڈاکٹر اشرف کہا گیا۔ ص۴۷

۱۲۔ ایس پی صاحب نے کہا کہ "مجھے احمدیوں کے وفود مل چکے ہیں" ان کا موقف یہ ہیں کہ ہم پہلے ہی اقلیت میں ہیں ہم بھلا ایسا کیوں کر سکتے ہیں۔ ص۴۷

۱۳۔ ۱۵ مارچ کو مجلس عمل کا وفد ڈی آئی جی سے ایس پی کے دفتر میں ملا۔ ڈی آئی جی نے تمہید باندھتے ہوئے کہا کہ میرے تفتیش کرنے والے سب افسر یہاں موجود ہیں ڈی ایس پی عبدالرؤف خان بھی موجود تھے جو کہیں باہر گئے ہیں۔ ڈی آئی جی نے کہا کہ یوسف جو اس کیس میں زیرِ تفتیش ہے میرے نزدیک وہ "مہا بے وقوف" ہے۔ سب افسران اسے چیک کر چکے ہیں۔ حال ہی میں اسے ڈی ایس پی عبدالرؤف خان کے سپرد کیا تھا انہوں نے اس کی اچھی "ٹھکائی" کی ہے ایک روز اسے سرحد پر لے گئے اور کہا کہ آج کا دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہے تم سچ بتاؤ قریشی کہاں ہے؟ مگر وہ بھی اس سے کچھ نہ اگلوا سکے اور انہوں نے اسے "کلیئر" کر دیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے امان اللہ سے بھی پوچھا اس سے کچھ نہیں ملا اور انہوں نے اسے "کلیئر" کر دیا ہے ص۴۷

۱۴۔ میٹنگ دیر تک جاری رہی مگر ڈی ایس پی عبدالرؤف خان آخر تک میٹنگ میں نہیں آئے۔ جب میں (صدر مجلس عمل) گھر پہنچا تو ڈی ایس پی عبدالرؤف خان کا ٹیلیفون آگیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میٹنگ میں (ڈی آئی جی سے) کیا باتیں ہوئیں۔ میں نے کہا کہ ڈی آئی جی نے آپ کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ سب گفتگو سنائی جو وہاں ہوئی تھی۔ ڈی ایس پی صاحب نے مجھ سے (صدر مجلس) کہا کہ یوسف کو میرے آدمی نے صرف دو تھپڑ لگائے اور وہ جھٹ زمین پر گر گیا ایس پی صاحب کے آدمی "مار دیا، مار دیا، مار دیا" کہتے ہوئے اس سے لپٹ گئے۔ میں نے اس خیال سے اسے چھوڑ دیا کہ یہ خود ہی اسے ہلاک کر کے کہیں مجھ پر کیس نہ ڈال دیں اور ملک امان اللہ کی بابت جو کچھ ڈی آئی جی نے کہا ہے اگر یہ درست ہے تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے ص۷۰-۷۱ (اللہ تعالیٰ ڈی ایس پی صاحب کی حفاظت فرمائے آمین)

۱۵۔ مرکزی مجلس عمل کے راہنماؤں کی اسلم قریشی کی برآمدگی سے متعلق کوششوں پر) ڈی آئی جی نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور مجلس عمل (سیالکوٹ) کے ارکان سے کہا کہ انہیں باہر والوں کا آلۂ کار نہیں بننا چاہیئے۔ ص۷۲

۱۶۔ سیالکوٹ پولیس نے مولانا اندر قاسمی کی مسجد میں مجلس عملی کی میٹنگ رکوانے کے لئے رات کو مولانا اندر قاسمی کو پولیس جیپ میں بیٹھا کر روزنامہ جنگ کے دفتر سیالکوٹ لے گئے اور پولیس نے فون کے ذریعے لاہور کے اخبارات کے دفاتر سے رابطہ قائم کر کے ان سے بیان دلوا کر علماء کے اجلاس کی خبر رکوا دی۔ ص۷۳

۱۷۔ ڈی آئی جی نے کہا ختم نبوت پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے، ہم سب ختم نبوت کے ماننے والے ہیں ص۴۷

۱۸۔ مولانا زاہد الراشدی کی سیالکوٹ آمد پر ایک اقلیت کو ان کی سرگرمیوں پر اعتراض ہے لہٰذا ان کا سیالکوٹ میں داخلہ بند ہے۔ ص۷۹

۱۹۔ حکیم عبدالرحمٰن آزاد سے منسوب جنگ میں خبر چھاپی گئی کہ ایس پی سیالکوٹ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں قادیانی نہیں۔ حالانکہ انہوں نے بیان نہیں دیا تھا دوسرے دن انہوں نے تردید چھپوائی ص۸۰

۲۰۔ مجلس عمل پولیس کی تفتیش سے مطمئن ہے۔ یہ خبر ۲۲ مارچ ۸۳ء کے جنگ میں چھپوائی گئی حالانکہ مجلس عمل نے عدم اطمینان کیا تھا۔ ص۸۰

۲۱۔ ۲۵ مارچ ۸۳ء، خبر چھاپی گئی کہ مولانا اسلم قریشی کیس کی تفتیش اہم مرحلہ میں داخل ہوگئی۔ ان کی گمشدگی کا معمہ ایک دو روز میں حل کر لیا جائے گا، تفصیلات پر ڈی آئی میجر مشتاق احمد جلد روشنی ڈالیں گے۔ ص۸۴ (وہ تفصیلات ابھی تک منظرِ عام پر نہیں آئیں)

۲۲۔ (مرزائیوں کی بجائے) مولانا اسلم قریشی کے ہم زلف اور برادر نسبتی کو گرفتار کر کے تشدد کیا گیا اور مجبور کیا گیا کہ وہ قریشی صاحب کے دوستوں کو اس میں ملوث کریں۔ ص۵ (یعنی ملک منظور الٰہی مدعی مقدمہ کا نام لے دیں)

۲۳۔ سیالکوٹ، پسرور، چونڈہ، معراج کے، قادیانیوں کے گڑھ ہیں۔ تقسیم کے وقت ایم ایم احمد سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر تھا (جس پر بعد میں اسلم قریشی نے حملہ کیا) سر ظفر اللہ اسی ضلع کا ہے۔ معراج کے، جس گاؤں میں اسلم قریشی وعظ کے لئے جا رہے اور اغوا ہوئے یہ قادیانیوں کی فوجی تنظیم فرقان بٹالین کا مرکز ہے۔

۲۴۔ یہی وجہ ہے کہ مجلس احرار کے کارکنوں کو ۵۳ء میں سیالکوٹ میں قادیانیوں نے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ ص۲۱

۲۵۔ مولانا اسلم قریشی کو جو آدمی معراج کے لے کر گیا تھا یا دوبارہ لے جانا چاہتا تھا اس کو پیر بشیر نے بتایا کہ وہ فوراً معراج کے جائے۔ مولانا اسلم قریشی معراج کے چلے گئے ہیں۔ یوسف کو معلوم تھا کہ اسلم معراج کے گئے ہیں مگر اس نے معراج کے جا کر اعلان کر دیا کہ آج اسلم قریشی نہیں آئے گا۔ ص۲۳ (اسے شاملِ تفتیش کرنے کی تفصیل ص۱۴ میں گذر چکی ہے)

۲۶۔ اسلم قریشی کے بھائی اور بیٹا جب چوکی پولیس گئے تو تھانہ انچارج عبدالغنی نے دھتکار دیا اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا ص۲۷ (بالآخر کئی روز بعد مجلس عمل نے رپورٹ لکھوائی)

۲۷۔ پولیس نے کہا ہے کہ اسلم سیہون شریف چلا گیا ہے۔ کراچی گیا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ شخص جس کے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور بیوی کی فوتیدگی کو دو ماہ ہوئے ہوں وہ بغیر اطلاع کے سفر کر سکتا تھا ص۴۹

۲۸۔ رفیق قریشی کو پانچ رات مسلسل جگائے رکھا کہ تم نے اپنے ہم زلف اسلم کو گم کیا ہے حالانکہ وقوعہ تاریخوں میں رفیق قریشی ملک سے باہر تھے۔ ص۶۰

۲۹۔ پولیس کے سامنے ایک "عامل" کا کہنا ہے کہ امان اللہ دے دے ص۶۰

۳۰۔ اسلم قریشی کے برادر نسبتی کو پولیس نے چار روز مسلسل حراست میں رکھا، تشدد کیا، رسے سے باندھ کر الٹا لٹکا دیا۔ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا، حالت غیر ہو گئی، طبی امداد دی گئی۔ ص۶۱

۳۱۔ پولیس نے افواہ پھیلائی کہ پاسپورٹ اور چار ہزار روپے لے کر ملک سے باہر چلا گیا حالانکہ پاسپورٹ اور چار ہزار کا فسانہ کذب اور من گھڑت داستان تھی۔ ص۶۵

۳۲۔ پولیس افسروں نے اسلم کے ورثا پر ظلم کر کے تشدد کے ذریعے مجبور کیا کہ کسی عالم اور ذمہ دار آدمی کا جھوٹا نام لے دیں۔ اور کمشنر گوجرانوالہ نے پریس کانفرنس میں فرما دیا کہ بعض علماء کے علاوہ مشکوک افراد بھی شاملِ تفتیش ہیں ص۶۷

۳۳۔ ملک منظور الٰہی صاحب نے صدرِ مملکت کو تار دی، اشتہار چھاپا، مجرموں کو نامزد کر دیا کہ ان کی تفتیش میرے اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے سامنے کرو کیس برآمد نہ ہو ہمیں گولی مار دی جائے۔

۳۴۔ ملک منظور الٰہی نے اشتہار میں اور خود تفتیش کنندگان ایک کار میں اسلم قریشی کے ڈالے جانے کو مانتے ہیں۔

(باقی ۱۶ پر)

عورتوں کے حقوق

خاموش مبلغ، ملتان

مردوں کے ذمہ لازم ہے کہ عورتوں کا حق مہر ادا کریں۔ ہاں اگر عورتیں خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو ان کو اختیار ہے۔ مگر مرد کو زبردستی معاف کرانے یا ادا نہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ مہر ادا کئے بغیر مرد مرجائے تو عورت اس کی جائداد میں سے وصول کرسکتی ہے۔ مرد کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق عورت کی زندگی کے اخراجات ادا کرے اور مرد کا فرض ہے کہ عمدہ طریقہ سے عورت سے نباہ کرے اور محض تنگ کرنے کے خیال سے اُسے اپنے نکاح میں نہ رکھے۔ یعنی اگر اسے پسند نہیں ہے تو فوراً طلاق دے دے اور مرد کا فرض ہے کہ دینی احکام کی پابندی اپنے حکم سے کرائے ورنہ اللہ تعالےٰ کے روبرو جواب دہ ہوگا۔ اور مرد یہ خیال نہ کرے کہ عورت محض میری خدمت کے لیے ہی پیدا ہوئی ہے اور میں جس طرح چاہوں اس سے سلوک کروں، ہرگز نہیں بلکہ جس طرح مرد چاہتا ہے کہ عورت اپنی خدمت گذاری سے اسے خوش رکھے۔ اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ اپنی طرف سے عورت کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کرے۔

(حضرت مولانا احمد علیؒ)

مرد کا حق عورت پر

فرمایا اللہ تعالےٰ نے :۔

- مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ (سورۂ نساء رکوع ۶)
- پھر جو نیک عورتیں ہیں سو تابعدار ہیں اللہ کے حکم کے موافق۔ عدم موجودگی میں نگہبانی کرتی ہیں (مرد کی عزت اور اس کے مال کی) (سورۂ نساء رکوع ۶)
- اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد دشمن ہیں سو اُن سے بچتے رہو۔ (سورۂ تغابن رکوع ۲)
- اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔ (سورۂ بقرہ رکوع ۳۰)
- اور عورتوں کو یہ جائز نہیں ہے کہ جو چیز اللہ تعالےٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے اسے چھپائیں۔ (سورۂ بقرہ رکوع ۲۸)

مذکورۃ الصدر فرامین الٰہیہ کا حاصل یہ ہے کہ عورت مرد کو اپنا حاکم سمجھے اور حاکم بھی وہ جسے اللہ تعالےٰ نے اس کا حاکم تجویز کیا ہے۔ ایسے حاکم کی نافرمانی گویا اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہے۔ نیک بیبیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور مردوں کی بھی تابعدار رہیں۔ اور مرد جب کبھی گھر سے باہر جائے تو اس کی عزت اور مال کی پوری حفاظت کریں۔ عزت کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کسی دوسرے آدمی سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں جسے مرد کی غیرت گوارا نہ کرسکے۔ اور مرد کا مال اس کی اجازت کے بغیر کہیں خرچ نہ کریں اور عورت کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ مرد کی بھلائی اور خیر خواہی کرے۔ مرد کے متعلق کبھی بھی دشمنی کا خیال دل میں نہ لائے اور کوئی ایسا کام نہ کرے۔ جس سے مرد کی دشمنی کی بو آئے۔ اور مرد کی اولاد کی صحیح تربیت کرے تاکہ مرد کمانے کے لیے مطمئن ہو کر گھر سے باہر جائے، کما کر لائے اور بال بچوں کی ضروریات کو پورا کرسکے۔ اگر خدانخواستہ مرد عورت سے الگ ہو جائے تو اس کے پیٹ میں اگر حمل ہو تو اسے نہ چھپائے۔ اور وضع حمل کے بعد بچہ خاوند کے سپرد کرکے چلی جائے۔

(حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ)

اولاد کا حق

فرمان باری تعالےٰ :۔

- اور باپ کے ذمہ ہے ان کی اولاد پالنے والیوں کی روٹی اور کپڑا۔ (سورہ بقرہ رکوع ۳۰)
- اے ایمان والو! اپنے آپ اور اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (سورۂ تحریم رکوع ۱)

حاصل یہ ہے کہ باپ کے ذمہ فرض ہے کہ اولاد کی جسمانی تربیت کرے اور اس کے بعد اس کا دوسرا فرض یہ ہے کہ انہیں دوزخ کی آگ سے بچائے۔ اس کی فقط تدبیر یہ ہے کہ انہیں کتاب وسنت کی لازمی تعلیم دلائے اور پھر اس پر سختی سے عمل درآمد کرائے۔ (حضرت لاہوریؒ)

تقسیم میراث میں عورتوں کے حقوق ادا کرو

ماں

۱۔ میّت کی اولاد کی موجودگی میں ماں کو سارے مال (ترکہ) میں سے چھٹا حصّہ ملتا ہے۔

۲۔ اگر میّت کی اولاد موجود نہیں ہے لیکن دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں موجود ہوں تو بھی ماں کو چھٹا حصّہ کل ترکہ سے ملتا ہے۔

۳۔ اگر میّت کی اولاد یا بھائی بہن بھی نہ ہوں تو پھر ماں کو سارے مال کا تیسرا حصہ ملتا ہے۔

۴۔ اگر میّت کی اولاد یا بھائی بہن نہ ہوں لیکن میاں بیوی میں سے ایک اور باپ بھی موجود ہے تو پہلے خاوند یا بیوی کا حصّہ نکال کر باقی مال سے ایک تہائی ماں کو دی جائے۔

بیوی

۱۔ اگر میاں اولاد چھوڑ کر مرگیا ہے تو بیوی کو سارے مال میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر خاوند کی اولاد نہیں ہے تو پھر بیوی کو سارے مال میں سے ایک چوتھائی ملے گا۔

بیٹی

۱۔ اگر مرنے والے کی ایک بیٹی ہو اور بیٹا کوئی نہ ہو تو اسے آدھی جائیداد ملتی ہے۔

۲۔ اگر میّت کا بیٹا نہ ہو اور دو بیٹیاں ہوں تو ساری جائیداد میں سے انہیں دو تہائی ملتا ہے۔

۳۔ اگر مرنے والے کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسم کی اولاد ہو تو پھر بیٹے کے مقابلہ میں بیٹی کو آدھا حصہ دیا جاتا ہے۔

بہن

۱۔ اگر بیٹا، پوتا، باپ، دادا، بھائی میں سے کوئی موجود نہ ہو اور فقط ایک بہن ہو تو وہ بھائی کی آدھی جائیداد کی مالک ہوگی۔

۲۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو میّت کی ساری جائیداد کی دو تہائی دی جائے گی

۳۔ اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو پھر بھائی کو دوگنا اور بہن کو ایک حصّہ ملے گا۔

۴۔ اگر مرنے والے کی فقط ایک بیٹی اور ایک بہن ہو تو میّت کی آدھی جائیداد بیٹی لے جائے گی اور آدھی بہن کو ملے گی۔

۵۔ اگر میّت کی دو بیٹیاں اور ایک بہن ہو تو دو تہائی جائیداد کی دو بیٹیاں لیں گی اور ایک تہائی بہن کو ملے گی۔

۶۔ اگر میّت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی ہے تو بھی بہن کو ایک تہائی مال ملے گا۔ اور دو تہائی میں سے جو بچے گا وہ پوتی لے گی۔

(مال میراث میں حکم شریعت از حضرت مولانا احمد علیؒ)

- تقسیم میراث میں عورتوں کے حقوق سلب کرکے انہیں ترکہ سے محروم کرنے کی سزا دنیا میں چھینا جھپٹی (سوشلزم) اور آخرت میں جہنّم!

ابوجعفر کی موت واقع ہوگئی :

حضرت سفیان ثوریؒ مشہور محدثین اور فقہاء میں سے ہیں۔ ملّا قاری حنفیؒ نے شمائلِ ترمذی کی شرح میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور نے مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ کیا۔ وہ کسی وجہ سے حضرت سفیان ثوریؒ سے ناراض تھا اس لیے اس نے حکم بھیج دیا کہ مکّہ مکرمہ میں سفیان ثوریؒ کو پھانسی دینے کے لیے سولی نصب کرا دی جائے۔ جب اس بات کی اطلاع حضرت ثوریؒ کو ہوئی تو وہ حضرت فضیل بن عیاضؒ کی آغوش میں سر اور حضرت سفیان بن عیینہؒ کی آغوش میں پاؤں رکھے لیٹے ہوتے تھے۔ ان کے شاگردوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ منصور کی آمد سے پہلے کہیں روپوش ہو جائیں۔ لیکن حضرت سفیان ثوری آرام سے اُٹھے، مسجدِ حرام میں پہنچے اور غلافِ کعبہ سے چمٹ کر کہنے لگے کہ خدایا اگر ابوجعفر مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو میں بری ہوں گا۔"

ان کا یہ کہنا تھا کہ ابوجعفر منصور کی موت کی اطلاع پہنچ گئی وہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوچکا تھا۔

(جمع الوسائل ص ۱۹، ۲۰)

وقارِ علم :

حضرت عیسیٰ بن یُونسؒ مشہور محدّثین میں سے ہیں۔ صحاحِ ستّہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ حضرت امام مالکؒ، امام اوزاعی جیسے حضرات ان کے استاد ہیں اور اسحاق بن راھویہؒ جیسے حضرات ان کے شاگرد۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے والد یُونسؒ بھی ان کے شاگرد تھے۔ ان کا واقعہ مُلّا علی قاری نقل فرماتے ہیں کہ جب ہارون رشید حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آتے تو قاضی القضاۃ امام ابویُوسفؒ کو حکم دیا کہ وہ شہر کے مشہور محدّثین کو ملاقات کے لیے اس کے پاس لے کر آئیں، امام ابویوسفؒ نے تمام محدثین کے پاس پیغام بھیجا، تو مکّہ مکرمہ کے تمام محدثین جمع ہو گئے۔ مگر حضرت عبداللہ بن ادریسؒ اور حضرت عیسیٰ بن یونسؒ تشریف نہ لائے۔ ہارون رشید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنے دونوں صاحبزادوں امین اور مامون کو حضرت عیسیٰ بن یونس کے پاس بھیجا۔ جب یہ دونوں ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے خوشی سے حدیث پڑھا کر انہیں واپس بھیج دیا۔ ہارون رشید نے اس کے صلہ میں عیسیٰ بن یونس کے پاس دس ہزار درہم روانہ کیے مگر انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ہارون رشید سمجھے کہ انھوں نے دس ہزار درہم کم سمجھ کر رد کیا ہے اس لیے اس نے دوبارہ دوگنی رقم بھیج دی۔ جب یہ رقم حضرت عیسیٰ بن یونسؒ کے پاس پہنچی تو اُنھوں نے کہا "اگر کوئی مجھے حدیث کے معاوضے میں اس مسجد کو چھت تک سونے سے بھر کر پیش کرے تب بھی میں اسے قبول نہ کروں گا۔" چنانچہ ہارون رشید نے پھر رقم قبول کرنے پر اصرار نہ کیا۔

انہی حضرت عیسیٰ بن یُونسؒ کی عادت تھی کہ وہ ایک سال حج کرتے تھے اور ایک سال جہاد۔ چنانچہ انھوں نے اپنی عمر میں ۴۵ حج کیے اور اتنے ہی جہاد۔

(جمع الوسائل ص ۲۴، ۲۵)

بقیہ : احادیث الرسولؐ

خلافِ سنّت اور نبی کریم علیہ السلام کے اسوہ اور طریقہ کے بالکل خلاف ہیں۔ کوئی شخص قریب المرگ ہو تو اس کے قریب کلمہ پڑھا جائے جس کو شریعت میں تلقین کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد جلدی میں تجہیز و تکفین اور تدفین کا انتظام ہو۔ جنازہ کے بعد دعا نہ کی جائے بلکہ تدفین کے بعد دعا ہو۔ اس کے بعد تین دن تک میت کے گھر اس کے احباب اور متعلقین کھانا پہنچانے کا اہتمام کریں — میت کے متعلقین، احباب اور اعزہ پر بطور خاص لازم ہے کہ وہ اور نہیں تو کم از کم ہر نماز کے بعد اپنی دعاؤں میں ان کا ذکر کر لیا کریں۔ ہفتہ میں ایک دن بھی جمعہ کو کم از کم قبرستان جایا جائے اور قبر پر کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے کچھ پڑھ کر ایصالِ ثواب کر کے دعا کی جائے۔

اگر شریعت کے انداز کو اپنا لیا جائے تو جھگڑے پیدا نہیں ہوں گے اور برکات کا نزول ہوگا — اللہ رب العزت طریق سنت پر عمل کی توفیق دے۔

بنام ایڈیٹر

فرقہ واریّت کا خاتمہ

اس فتنہ کو فتنہ سمجھنے والے خلوص کا مظاہرہ کریں

"ایڈیٹر کے نام خطوط" اخبارات و رسائل کا مستقل کالم ہوا کرتے ہیں بعض منتخب خطوط ہم شاملِ اشاعت کرتے رہتے ہیں — جبکہ اپنی ذات سے متعلق دوستوں اور قارئین کے محبت بھرے خطوط شائع کرنا ہمیں پسند نہیں، کوشش ہوگی کہ آئندہ بھی منتخب خطوط شائع کرتے رہیں۔

ہفتہ رواں میں دو خطوط پیش خدمت ہیں ایک سرگودھا سے موصول ہوا دوسرا جھنگ سے، فرقہ واریت اور قادیانیت سے متعلق یہ دونوں خطوط بے حد اہم ہیں — امید کہ متعلقہ حضرات اس طرف خصوصی توجہ دیں گے

(ادارہ)

مکرم محترم۔ سلام مسنون۔ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار خدام الدین کے ادارتی کالموں میں جس طرح آپ حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین اجر دے اور قوم کو آپ کی آواز پر کان دھرنے کی توفیق نصیب ہو۔ گذشتہ شمارہ میں آپ نے فرقہ واریت کے خاتمہ کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا وہ انتہائی قابل قدر ہے اللہ کرے کہ ملک اس مصیبت سے نجات حاصل کرے آپ کے آبائی شہر بھیرہ کی ایک "بڑی قد آور شخصیت" پیر محمد کرم شاہ صاحب کی ہے جنہیں بخت و اتفاق نے بہت بڑا آدمی بنا دیا ہے وہ ماشاءاللہ جسٹس بھی ہیں اور ملک کی باوقار عدالت کے ایک معزز رکن — آپ کو تو خوب معلوم ہے کہ وہ اپنے شہر میں ایک مدرسہ کے بانی و مہتمم بھی ہیں جس میں عصری علوم کی تعلیم کا بھی انتظام ہے ۱۹۷۷ء کے ملتوی شدہ الیکشن میں انھوں نے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑنا تھا اس سے قبل ۱۹۵۱ء میں وہ الیکشن لڑ کر ہار چکے تھے جس کے بعد وہ "ازہر (مصر) تشریف لے گئے — آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ پچھلے دنوں بلدیاتی الیکشنوں میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا — جبکہ اس مرتبہ بطور جج کے انہیں اس میں ملوث نہ ہونا چاہئے تھا — ان کا "ضیائے حرم" نام کا ماہنامہ رسالہ آپ ضرور ملاحظہ کرتے ہوں گے جس کے سرپرست وہ خود ہیں اور اس کا ڈیکلریشن بھی ان کے نام ہے۔ فروری ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں انہوں نے بھی فرقہ واریت کے مسئلہ پر گفتگو کی ہے — دراصل جنوری ۱۹۸۱ء کے علماء کنونشن کے حوالہ سے موصوف نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے کیونکہ اس کنونشن کے چار نکاتی ایجنڈا میں سے ایک نکتہ فرقہ واریت ہی کا تھا — چار نکاتی ایجنڈا پر غور کے لئے جو چار کمیٹیاں تشکیل ہوئیں ان میں موصوف پہلی کمیٹی میں تھے۔ جس کا کام نفاذ اسلام کے سلسلہ میں تجاویز پیش کرنا تھا — مشہور عالم حقانی اور مسلک اہلسنت کے نامور رہنما مولانا عبدالحق اکوڑوی کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق نے اس سلسلہ میں تجویز پیش کی کہ "نظریاتی کونسل جو تجاویز پیش کر چکی ہے انہیں بلا تاخیر نافذ کر دیا جائے"۔ پیر صاحب رقمطراز ہیں:

اکثر ممبران نے مولانا کی تائید کی۔ میں نے بھی ایک ترمیم کے ساتھ تائید کی کہ بے شک نظریاتی کونسل کی تجاویز بڑی علمی اور نہایت قابلِ قدر ہیں لیکن جو تجاویز نظریاتی کونسل کی طرف سے پیش ہوں، حکومت کو حق ہونا چاہئے کہ وہ ان پر غور کرے ص۵

حالانکہ مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی رونا رویا تھا کہ قانون کے مسودات ان کمیٹیوں کی گردش کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں پیر صاحب محترم نے ایسی تائید کی جو اختلاف و تردید کا خوبصورت طریق ہے ــــ نظریاتی کونسل کے سربراہ محترم جج ہیں اس میں جید علما اور وکلاء ہیں تو پھر اس میں ترمیم کی وجہ؟ محترم موصوف ہی اس پر بہتر روشنی ڈال سکتے ہیں ــــ

موصوف نے اس کونسل کے سربراہ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب کی شکایتوں سے بھری تقریر کا بھی اشارہ کیا ہے اور دوسرے ذرائع سے بھی پتہ چلا ہے کہ انہوں نے وہاں دردِ دل سے کہا کہ صاحب صدر ہم سب نے مرجانا ہے ان رپورٹوں کو نافذ کر دیں لیکن صدر صاحب نے اس کا بُرا منایا اور ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے آپ اقتدار سنبھال لیں ــــ افسوس کہ ضیائے حرم کے محترم سرپرست نے حکومت کے منشاء کا زیادہ لحاظ کیا اور نفاذ اسلام کے عمل کا کم!

آپ نے انہی ادارتی کالموں میں شریعت کورٹ کی برکات کا ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ اس بات کو سراہا ہے کہ وہاں کوئی کورٹ فیس نہیں، پر افسوس وہ یہ نہ بتلا سکے کہ عائلی قوانین اور سود سمیت کتنے قوانین و معاملات ہیں جنہیں یہاں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ فیا حسرتا۔

خیر اصل مسئلہ فرقہ واریت کا ہے انہوں نے فرقہ واریت کی کمیٹی کو جو تحریر دی اس میں بڑے اچھے نکات ہیں مثلاً:

● درسگاہوں میں غیر فرقہ وارانہ ذہن کی آبیاری کا انہوں نے فرمایا ہے ــــ بالکل صحیح اور درست، اے کاش کہ وہ دارالعلوم محمدیہ بھیرہ سے لے کر اپنے زیر اثر مدارس میں اس کا اہتمام فرمائیں۔

● انہوں نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے عقیدہ و فکر کی تبلیغ کرے لیکن اسلوب دل آزار نہ ہو ــــ اور کتابوں کی چھان پھٹک کے لئے جید علماء کا بورڈ ہو جو اعتراضات کا جائزہ لے ــــ اے کاش وہ جید علماء کی نشاندہی فرماتے، ہم تو انہیں جید بزرگ عالم شمار کرتے ہیں لیکن ان کے عزیزوں اور طلبہ کے ہاتھوں بھیرہ اور گردو نواح کی مساجد اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ ہاتھی دانت والا مسئلہ ہے اور جبر و زور کا قبضہ خیر سے وہاں بھی چلتا ہے۔

● انہوں نے ہر فرقہ کے اکابر علماء کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے حلقہ کے غیر ذمہ دار مبلغین کو محتاط رویہ اختیار کرنے کی تلقین کریں ــــ ہم ان سے اپنے دائرہ میں اسی کی گذارش کرتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ سیال شریف کے حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد وہاں فرقہ واریت نے راہ پالی اور اس کا "سہرا" بھی واقفان حال کے بقول مدیر "ضیائے حرم" کے سر ہے۔ فیا حسرتا۔

● صحابہ کرام، اہل بیت اور حضرات اولیاء کی توہین کرنے والوں کے لئے سنگین سزا کا مطالبہ سو فیصد درست، اس کے ساتھ ہی توحید ربانی اور عقیدہ رسالت و ختم نبوت کا بھی موصوف ذکر کر دیتے تاکہ ملک شرک و بدعت کی آلودگیوں اور مرزائیوں کی شرانگیزیوں سے محفوظ ہو جاتا ــــ آخر مزارات پر سجدے، چادریں، نذرانے اور دوسرے امور عقیدہ توحید اور احترام رسالت کا منہ نہیں چڑاتے؟

خود ان کے رسالہ میں اور اسی شمارہ میں مختلف اشعار اور مضامین جن میں سے ایک بعنوان حاضر و ناظر شائع ہوا ہے ــــ کس دین و عقیدہ کا ترجمان ہے؟ (اللہ تعالےٰ صحت عقیدہ سے نوازے)

● لاؤڈ سپیکر کا معاملہ محدود کرنے کی انہوں نے بات کہی لیکن آپ

(باقی ۱۲ پر)

طبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

ناک بند رہتی ہے

س: "خدام الدین" میں آپ نے ایک بچے کے ناک کی بیماری کے جواب میں ایک نسخہ لکھا تھا مجھے بھی ناک کی بیماری تھی۔ میں نے وہ نسخہ استعمال کیا جس سے مجھے اس بیماری سے آرام آ گیا۔ لیکن ایک مدت بعد مجھے پھر تکلیف محسوس ہوتی۔ لیکن خدام الدین کا وہ شمارہ نہ مل سکا اور نسخہ مجھے زبانی یاد نہ تھا۔

میرے ناک کی بیماری کی نوعیت یہ ہے کہ آج سے آٹھ برس پہلے مجھے نزلہ کی شکایت ہوتی۔ آنکھوں سے بھی پانی بہنے لگا، سردرد بھی ہونے لگا اور سر کے بال بھی گرنے لگے۔ دو سال بعد پاکستان آیا تو پندرہ سولہ شعبان کا روزہ رکھا ـ گرمی کا موسم تھا روزہ ٹھنڈی لسی کے ساتھ افطار کیا۔ لسی پیتے ہی میری ناک ایک طرف سے بند ہو گئی اور چند روز بعد تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی۔ یہاں تک کہ میں نے دو مرتبہ ناک کا اپریشن کرایا لیکن کچھ دن آرام کے بعد پھر تکلیف شروع ہو گئی۔ میری عمر چالیس برس ہے۔ شادی شدہ ہوں براہ کرم کوئی مفید نسخہ تجویز فرمائیں۔ میں آپ کے مشورے کا منتظر ہوں۔

(معظم خان، ہانگ کانگ)

ج: آپ دو ہفتے متواتر یہ نسخے استعمال کریں۔

ع۱: (۱) گل بنفشہ ۶ ماشہ (۲) عناب ولایتی ۷ عدد (۳) لسوڑیاں گیارہ عدد (۴) چینی ۲ تولہ۔ چاروں چیزیں تیز گرم پانی میں بھگو دیں۔ اور یہ پانی صبح و شام پیا کریں۔

ع۲: روغن بادام ۲ تولہ میں کافور ایک ماشہ ملا کر رکھیں۔ صبح و شام ڈراپر سے ناک میں دو دو قطرے ڈالا کریں۔

ع۳: (۱) نوشادر ۱ تولہ (۲) چونا قلعی ۱ تولہ (۳) کافور ۲ ماشہ (۴) زعفران ۲ ماشہ۔ نوشادر اور چونے کو خوب باریک پیس لیں۔ زعفران کو الگ باریک پیس کر رکھیں اور کافور کو الگ پیس کر رکھیں۔ تمام دوائیں ایک شیشی میں ڈال کر ایک تولہ پانی ملا دیں اور شیشی کو مضبوط کارک یا ڈھکنا لگا کر رکھیں۔ جب ناک زیادہ ہی بند ہو تو شیشی کا منہ کھول کر ناک کے پاس لے جائیں اور سونگھیں۔ انشاء اللہ ناک کی بند نالیاں فوراً کھل جائیں گی

مسوڑھوں کی خرابی

س: میری عمر بیس سال ہے۔ میرے کسی دانت یا ڈاڑھ میں کوئی خرابی نہیں۔ نہ درد ہوتا ہے۔ صبح و شام کھانے کے بعد بھی دانت صاف کرتا ہوں۔ پانچوں وقت وضو کے وقت بھی دانت صاف کرتا ہوں لیکن میرے مسوڑھوں سے ہر وقت خون بہتا رہتا ہے۔ براہ کرم کوئی بہترین علاج بتائیں۔

محمد فاروق قمر
موضع بھسین ضلع لاہور

ج: آپ سب سے پہلے اگر دانتوں کی صفائی کے لئے برش استعمال کرتے ہیں تو اسے فوراً ترک کر دیں۔ صرف مسواک کیا کریں اور منجن کے طور پر یہ نسخہ بنا کر استعمال کریں (۱) سنگجراحت ۵ تولہ،

بیں نیم کے پتّوں کا پانی ایک پاؤ۔ سنگ جراحت کو باریک پیس لیں اور درخت نیم کے سبز پتّوں کے پانی میں خوب کھرل کریں حتّٰی کہ پاؤ بھر پانی خشک ہو جائے۔ منجن تیار ہے۔ صبح و شام انگلی سے دانتوں پر ملیں اور آدھ گھنٹہ بعد کُلّی کریں۔

۲۔ درخت کیکر کی چھال لے لیں۔ ایک مٹّی کی ہنڈیا میں چھٹانک بھر چھال کو سیر بھر پانی میں جوش دیں۔ روزانہ رات سوتے وقت اس پانی کے ایک گلاس کی کُلّیاں کریں۔ موسم سرما میں پانی نیم گرم اور گرما میں ٹھنڈا استعمال کریں۔ کلّیاں کرنے کے بعد ایک انگلی سرسوں کے تیل میں بھگو کر مسوڑھوں پر مل لیا کریں۔ گائے بھینس کے گوشت سے پرہیز رکھیں ——— انشاءاللہ صحت ہوگی۔

قبض اور جلن

س: مجھے اکثر قبض رہتا ہے اور ہوا بند ہونے پر پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے نیز دل میں جلن محسوس کرتا ہوں۔ انگریزی دیسی بہت علاج کرائے فائدہ نہیں ہوا۔ مجھے یہ شکایت پانچ چھ سال سے ہے براہ کرم کوئی علاج بتائیں۔

(اعجاز احمد آصف، جڑانوالہ)

ج: آپ روزانہ رات سوتے وقت ایک چھٹانک گلقند میں ۲ ماشہ سفوف فرحت ملا کر دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔ نیز صبح ناشتہ سے پہلے ۲ ماشہ سفوف فرحت، مکھن میں ملا کر کھایا کریں —— سفوف فرحت کا نسخہ خدام الدین میں کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ خود نہ بنا سکیں تو ہم سے منگوا لیں۔ انشاءاللہ صحت ہوگی —— نیز براہ راست جواب کے لئے جوابی لفافہ بھیجیں۔

سوسال کا تجربہ
اصلی بادام روغن
نیو زلفِ دراز ہیئر آئل
آپ کی پسند ——— سب کی پسند
اکاون ۵۱ جڑی بوٹیوں سے کیمیاوی طریق سے تیار کردہ اپنی نوعیت کا واحد تیل
گرتے بالوں، خشکی، سکری اور گنجے پن کا
شرطیہ علاج
قیمت فی شیشی
۱۰/۵۰ روپیہ
نوٹ: فائدہ نہ ہونے کی صورت میں قیمت واپس۔ سول ایجنسی کے خواہشمند جلد لکھیں۔
جب آپ لاہور آئیں تو اسے حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں
صابر سٹور، نزد مسجد حضرت لاہوریؒ، اندرون شیرانوالہ گیٹ، لاہور
2478

نوجوانوں سے خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لودھیانوی مرحوم

اٹھو کشورِ صدق کے تاجدارو
نظامِ شریعت کے تابندہ تارو
زمانہ کو جوشِ عمل سے اُبھارو
نکھارو۔ رُخِ زندگی کو نکھارو
اٹھو نوجوانو۔ اٹھو نوجوانو
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

یہ سازِ کہن، یہ ترانہ بدل دو
یہ قصّہ بدل دو، فسانہ بدل دو
یہ رسم و رہِ کافرانہ بدل دو
یہ تخت اور تاجِ شاہانہ بدل دو
اُٹھو نوجوانو۔ اُٹھو۔ نوجوانو
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

بہاروں کی خاطر شراروں سے کھیلو
گلوں کے لئے خارزاروں سے کھیلو
بھنور میں بڑھو۔ تیز دھاروں سے کھیلو
فلک پر اُڑو۔ چاند تاروں سے کھیلو
اٹھو نوجوانو۔ اٹھو نوجوانو
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

ہے مظلوم دُنیا جو گھبرا رہی ہے
ہر اک در سے اب یہ ندا آرہی ہے
گھٹا ظلم کی ہر طرف چھا رہی ہے
وہ بدلی کفر کی بھی مُنڈلا رہی ہے
اٹھو نوجوانو۔ اٹھو نوجوانو
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

وہ صدیقِ اکبرؓ کا عزم نبیؐ ہو
وہ فاروقِ اعظمؓ کا جذب ولی ہو
وہ نادِ حیا مثلِ عثمان غنیؓ ہو
وہ کرّار حیدرؓ کا عزمِ جلی ہو
اٹھو نوجوانو، اٹھو نوجوانو
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

فکر کو بدل دو۔ نظر کو بدل دو
مکیں کو بدل دو۔ مکاں کو بدل دو
زمیں کو بدل دو۔ زماں کو بدل دو
فضا کو بدل دو۔ سماں کو بدل دو
اٹھو نوجوانو، اٹھو نوجوانو
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو